# مصحفِ فارسی

## مرزا دبیرؔ

(مجموعہ کلامِ فارسی)

تحقیق تدوین و ترتیب
ڈاکٹر سید تقی عابدی

# فہرست


| | |
|---|---|
| | صفحہ |
| رو میں ہے رخشِ عمر | 4-5 |
| وجہ تالیف | 6 |
| انتساب | 7 |
| مرزا دبیرؔ کا زندگی نامہ | 8-38 |
| رباعیات (۳۹ عدد) | 39-59 |
| قطعات (۷ عدد) | 60-79 |
| قطعہ تاریخ وفات میر انیسؔ | 61-62 |
| قطعہ تاریخ ابواب المصائب | 63 |
| قطعہ عقد دختر محسن الدولہ بہادر (غیر مطبوعہ) | 64-65 |
| قطعہ بی نقطہ (غیر مطبوعہ) | 66 |
| قطعہ تاریخ مسجد عظیم آباد | 67 |
| قطعہ تاریخ و مدح افضل الملک (غیر مطبوعہ) | 68-77 |
| قطعہ وفات ارتضی حسین | 78-79 |
| سلام (۲ عدد) | 80-85 |

| | |
|---|---|
| شمس المشرقین (تضمینِ مخمس خمسہ ہفت بند ملاّ محمد حسن کاشی علیہ الرحمۃ)(۱۸۲ بند) | 86-147 |
| مخمسات (۲۰ عدد) | 148-155 |
| مسدسات (۳ عدد) | 156-203 |
| ۱۔ دُرِ یگانۂ دریاے مجمع البحرین (۷۴ بند) | 158-181 |
| ۲۔ بلند مرتبہ شاہی زصدر زین افتاد (۲۳ بند) | 182-193 |
| ۳۔ بے ادب پا منہ اینجا کہ عجب درگاہی ست (۲۰ بند) | 194-203 |
| رسالہ معجزہ جناب امیر المومنین علیہ السلام (غیر مطبوعہ) | 204-235 |
| رسالہ فاقد عنوان (غیر مطبوعہ) | 236-250 |
| مکتوبات بہ خطِ دبیرؔ | 251-260 |
| بنام مولوی سید علی | 252 |
| بنام مولانا عنایت علی ساماںوی | 253-254 |
| بنام صفیرؔ بلگرامی | 255-257 |
| بنام مولوی کمال الدین | 258 |

# رو میں ہے رخشِ عمر

| | | |
|---|---|---|
| نام | : | سید تقی عابدی |
| ادبی نام | : | تقی عابدی |
| تخلص | : | تقؔی |
| والد کا نام | : | سید سبطِ نبی عابدی منصف (مرحوم) |
| والدہ کا نام | : | سنجیدہ بیگم (مرحومہ) |
| تاریخ پیدائش | : | یکم مارچ **1952**ء |
| مقام پیدائش | : | دہلی (یوپی) ہندوستان |
| تعلیم | : | ایم بی بی ایس (حیدرآباد، انڈیا) |
| | | ایم ایس (برطانیہ) |
| | | ایف سی اے پی (یونائیٹڈ اسٹیٹ آف امریکہ) |
| | | ایف آر سی پی (کینیڈا) |
| پیشہ | : | طبابت |
| ذوق | : | شاعری اور ادبی تحقیق |
| شوق | : | مطالعہ اور تصنیف |
| قیام | : | ہندوستان، ایران، برطانیہ، نیویارک اور کینیڈا |
| شریک حیات | : | گیتی |
| اولاد | : | دو بیٹیاں (معصوما اور رویا) دو بیٹے (رضا اور مرتضیٰ) |

| | | |
|---|---|---|
| تصانیف | : | شہید (۱۹۸۲) جوشِ مودّت ۔ گلشنِ رویا۔ اقبالؔ کے عرفانی زاویئے۔ انشاءاللہ خان انشاؔ۔ عروسِ سخن۔ رموزِ شاعری۔ اظہارِ حق۔ مجتہدِ نظم مرزا دبیرؔ۔ طالع مہر۔ سلکِ سلامِ دبیرؔ۔ ذکرِ دُرباران۔ تجزیہ یادگارِ انیسؔ۔ ابواب المصائب |
| زیرِ تالیف | : | تجزیہ شکوہ جوابِ شکوہ۔ رباعیاتِ دبیرؔ۔ فانیؔ شناسی ۔ کلیاتِ نجمؔ |

# وجہ تالیف

وائے بر جانِ سخن گر بہ
سخن داں نہ رسد

سید تقی عابدی

# انتساب

پرستارانِ دبیرؔ جن کے اسلاف کو مرزا دبیرؔ کی
شاگردی کا شرف حاصل رہا۔

جناب محمد صادق صاحب (مولف دبیرؔ اور شمس آباد)
اور اُن کی صاحبزادی پروفیسر آذرمی دخت صفوی صاحبہ
(ڈین فیکلٹی آف آرٹس۔ سرپرست شعبہ فارسی ادب۔ علی گڈھ مسلم یونیورسٹی)
کے نام
جن کی اُردو فارسی اور رثائی خدمات کے سب معترف ہیں۔

# مرزا دبیرؔ کا زندگی نامہ

نام : مرزا سلامت علی

تخلص : دبیرؔ

عطاردؔ (غیر منقوط کلام میں عطاردؔ تخلص استعمال کیا ہے)

میر ضمیرؔ نے تخلص دبیرؔ تجویز کیا اور کہا "بر دبیرانِ روشن ضمیر مخفی ومحجب نماند" اور مسکرا کر بولے:

"صاحبزادے میں نے اپنے نفس و نام پر تم کو مقدم کر دیا۔" ثابتؔ لکھنوی کہتے ہیں کہ "میں نے بہت سے تذکرے دیکھے۔ ایک تخلص کے کئی شاعر نظر آئے مگر دبیرؔ تخلص، مرزا صاحب سے پہلے کسی شاعر کا مجھے نظر نہیں آیا۔" منشی مظفر علی خان اسیرؔ کہتے ہیں:

شاعرانِ حال کیا مضمونِ نو باندھیں اسیرؔ
ڈھونڈتے ہیں یہ تخلص بھی کہیں ملتا نہیں

حکایات : گیارہ بارہ برس کی عمر میں دبیرؔ کے والد نے میر ضمیرؔ مرحوم کی خدمت میں پیش کر کے کہا کہ یہ بندہ زاد ہے اس کو مداحیِ اہلِ بیتؑ کا شوق ہے۔ میر ضمیرؔ نے فرمایا: کچھ سناؤ ! مرزا صاحب نے یہ قطعہ پڑھا :

کسی کا کندہ نگینے پہ نام ہوتا ہے
کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جس میں شام و سحر
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

یہ سن کر میر ضمیرؔ اور تمام حاضرین پھڑک گئے۔ کوئی صاحب بول اُٹھے: "صاحب زادے! ماشاءاللہ! چشم بددور! بلا کی طبیعت پائی ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| لطیفہ | : | جناب مفتی صاحب کے روبرو "انیسیے" اور "دبیریے" جھگڑ رہے تھے۔ ہر شخص اپنے ممدوح کے کلام کو پڑھ کر اُس کی خوبیاں بیان کرکے اسے دوسرے پر ترجیح دے رہا تھا "دبیریے" نے کہا اور باتیں تو چھوڑیں، ایک تخلص ہی کو دیکھیے! کس قدر عظمت اور برکت نمایاں ہے۔<br>اُس کے وزن پر کس کثرت سے تخلص ہیں اور اسی کثرت سے مرزا صاحب کے شاگرد بھی ہیں: مشیر، منیر، مطیر، نظیر، سفیر، قدیر، ظہیر، وزیر، امیر، خبیر، نصیر، صغیر، حقیر، فقیر، کبیر وغیرہ۔ وہاں کیا ہے؟ ڈھاک کے تین پات! انیس، نفیس، سلیس آگے بڑھیے تو جلیس، مفتی صاحب نے کہا تخلص تو اُدھر بھی بہت ہو سکتے ہیں، پھر سنانا شروع کیا: اُنیس، بیس اکیس، بائیس۔۔۔اڑتالیس تک۔ حاضرین یہ سن کر بے اختیار ہنسے اور جھگڑا ختم ہوا۔ |
| تاریخ ولادت | : | ۱۱ جمادی الاول ۱۲۱۸ ہجری ("بخت دبیر" مادۂ تاریخ ولادت : ۱۲۱۸ھ ہے)<br>مطابق ۲۹/اگست ۱۸۰۳ عیسوی |
| مقام ولادت | : | دہلی، محلہ بلّی ماران متصل لال ڈگی |
| والد | : | مرزا غلام حسین |
| دادا | : | مرزا غلام محمد |
| جد | : | مُلّا ہاشم شیرازی نثار، جو شیخ محمد اہلی شیرازی کے برادرِ حقیقی تھے |
| نوٹ | : | مُلّا اہلی شیرازی، ایران کے مشہور شاعر تھے۔ ان کی مثنوی "سحرِ حلال" ایران میں مقبول تھی۔ اس مثنوی کی صنعت گری یہ ہے کہ اس کو دو بحروں میں پڑھ سکتے ہیں اور ہر شعر میں دو قافیے ہیں، یعنی یہ مثنوی ذو بحرین اور ذو قافیتین مع التجنیس ہے۔ اس مثنوی کی دو بحریں یہ ہیں : |

| | | | |
|---|---|---|---|
| (۱) بحرِ رمل مُسدّس محذوف | فاعلاتن | فاعلاتن | فاعلن |
| (۲) بحرِ سریع مُسدّس مستوی | مفتعلن | مفتعلن | فاعلن |

مثنوی ''سحرِ حلال'' کے دو شعر نمونے کے طور پر پیش ہیں :

اے ہمہ عالم بر تو بی شکوہ
رفعتِ خاکِ درِ تو بیشِ کوہ
ساقی ازاں شیشۂ منصور دم
رگ و در ریشۂ من صور دم

مُلّا محمد اہلی نے چوراسی (۸۴) سال زندگی کی اور شہر شیراز میں حافظؔ شیرازی کے پہلو میں دفن ہوئے۔ آپ کی تاریخ وفات ۹۴۲ ہجری مطابق ۱۵۳۵ عیسوی ہے۔

مُلّا میرکؔ نے تاریخِ وفات کہی :

سالِ فوتش ز خرد جستم و گفت
بادشاہِ شعرا بود اہلی (۹۴۲ ہجری)

مرزا دبیرؔ نے اپنی ایک رباعی میں اپنے جد کی تصنیف ''سحرِ حلال'' پر یوں فخر کیا ہے :

کب غیر کے مضموں پہ خیال اپنا ہے
الہامِ خدا شریکِ حال اپنا ہے
اک یہ بھی ہے اعجاز ائمہ کا دبیرؔ
دنیا میں سخن ''سحرِ حلال'' اپنا ہے

شہید حضرت قاضی سیّد نور اللہ شوستری نے اپنی تصنیف ''مجالس المؤمنین'' میں اہلی کا تذکرہ اکابرِ شعراء عجم میں کیا۔ اہلی شیرازی کا دیوانِ غزلیات بھی یادگار ہے۔ مصنف ''المیزان'' سید نظیر الحسن فوقؔ لکھتے ہیں کہ مرزا دبیرؔ کے جد مرزا ہاشم شیرازی، فنِ انشاپردازی اور حسنِ تحریر مراسلات و مکاتبات منشیانہ میں وحید عصر، منشی کامل اور بلند پایہ ماہر تھے۔

شریک حیات : مرزا دبیرؔ کی بیوی اُردو کے عظیم المرتبت شاعر سیّد انشاء اللہ خاں انشاؔ کی نواسی اور سیّد معصوم علی کی بیٹی تھی۔ مرزا دبیرؔ کے فرزند اوجؔ نے اس پر اپنے ایک شعر میں فخر بھی کیا ہے:

نانا ہیں مرے سیّدِ عالی نسب انشا
عاجز ہے خرد ، اُن کے فضائل ہوں کب انشا

اولاد : ایک بیٹی اور دو بیٹے

الف بیٹی سب سے بڑی تھی جو میر وزیر علی صباؔ کے فرزند بادشاہ علی بقاؔ کی شریکِ حیات ہوئی۔ کہتے ہیں دبیرؔ کی غزلوں کے دیوان، بقاؔ اپنے گھر لے گئے، چنانچہ جب ان کے گھر آگ لگی، دیوان خاکستر ہو گئے۔ بقاؔ غزل، سلام اور مرثیہ بھی کہتے تھے۔ ان کا کچھ کلام ''دفترِ ماتم'' کی جلدوں میں نظر آتا ہے۔ یہ مرزا صاحب کے ہمراہ عظیم آباد بھی تشریف لے گئے اور دبیرؔ کی مجلسوں میں پیش خوانی بھی کرتے تھے۔

ب بڑے بیٹے مرزا محمد اوجؔ۔ ولادت ۱۸۵۳ء
وفات ۱۹۱۷ء

نوٹ مرزا اوجؔ اعلیٰ پائے کے مرثیہ نگار شاعر تھے۔ مرزا اوجؔ شاعری کے مجتہد تھے۔ انھوں نے مختلف نئے تجربات بھی کئے ان کے مراثی میں انشاؔ، دبیرؔ اور انیسؔ تینوں کے محاسن ملتے ہیں۔ ''معراج الکلام'' میں شبلی نعمانی کا یہ قول نقل ہے: ''انصاف یہ ہے کہ آج مرزا اوجؔ سے بڑھ کر نہ کوئی شاعر ہے، نہ مرثیہ گو۔'' مرزا اوجؔ نے نوجوانی ہی میں ''مقیاس الاشعار'' تحریر کی، جو فنِ شاعری عروض قافیہ و تاریخ گوئی کی بلند معیار کتاب ہے جس کے متعلق داغؔ دہلوی نے فرمایا تھا'' آج علمِ عروض کا ماہر، مرزا اوجؔ سے بڑھ کر کوئی ہندوستان میں نہیں۔

۱۹۰۸ء میں مرزا اوجؔ نے ''قواعدِ حامدیہ'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا جو اُردو رسم الخط کی اصلاح اور تسہیل سے متعلق تھا۔ انجمن ترقی اُردو نیز مختلف افراد نے جو اُردو املا میں اصلاحیں تجویز کیں، ان کا محرک یہی رسالہ تھا۔ حیدرآباد دکن کی مجلسوں میں آصف سادس میر محبوب علی خان نظامِ دکن مسلسل شریک ہوتے تھے۔ نظامِ دکن کا سلام مرزا اوجؔ نے اصلاح دے کر پڑھا تو نظامِ دکن نے باآوازِ بلند کہا : ''مرزا صاحب! آپ واقعی یکتائے فن ہیں۔'' مرزا اوجؔ نے چھیاسٹھ (۶۶) سال کی عمر میں انتقال کیا اور اپنے والد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

ج چھوٹے بیٹے مرزا محمد ہادی حسین عطاردؔ تھے۔ ولادت ۱۸۵۶ء

وفات ۱۸۷۶ء

نوٹ مرزا محمد ہادی حسین عطاردؔ عین شباب کے عالم میں (۲۰) برس کی عمر میں ۱۲۹۰ ہجری میں یکا یک تخمہ (Gasteroentritis) کے مرض میں مبتلا ہو کر انتقال کر گئے۔ مبتدی شاعر تھے سلام کہتے تھے۔ ان کے سلام ''دفترِ ماتم'' کی جلدوں میں شائع ہوئے ہیں۔ مولوی علی میاں کاملؔ نے تاریخ وفات کہی:

شد عطاردؔ مکینِ بیتِ نعیم: ۱۲۹۰ ہجری

عطاردؔ کی موت کا بڑا اثر دبیرؔ پر ہوا۔ آنکھوں کی بینائی نورِ نظر کے ساتھ جاتی رہی۔ رات جو کچھ گھنٹے سوتے، وہ بھی نورِ نظر کے داغ کی نذر ہو گئے۔

بھائی بہن : ایک بڑے بھائی اور دو بڑی بہنیں۔ مرزا صاحب سب سے چھوٹے تھے۔

بڑے بھائی مرزا غلام محمد نظیرؔ، وفات ۱۲۹۱ ہجری۔ اگر چہ نظیرؔ عمر میں بڑے تھے لیکن مرزا دبیرؔ کے تقدس و کمال کے سبب سے مرزا صاحب کا ایسا ادب کرتے تھے جیسے چھوٹے بھائی کرتے ہیں۔

ثابت لکھنوی لکھتے ہیں: نظیرؔ کے سیکڑوں سلام اور سو سے زیادہ مرثیے ہیں۔

راقم کو نظیر کے ۲۷ سلام "دفترِ ماتم" کی سولھویں، سترھویں، اور اٹھارویں جلدوں میں ملے۔ نظیر کا ایک مشہور مرثیہ : "ہر آہ علم ہے یہ عزا خانہ ہے کس کا" نول کشور کی جلدِ دبیر میں شائع ہوا ہے۔ نظیر کے انتقال پر دبیر نے انیس کے قطعۂ تاریخ میں اپنی قلبی کیفیت کا اظہار یوں کیا ہے:

وا دریغا عینی و دینی دو بازویم شکست
بے نظیر اوّل شدم امسال و آخر بے انیس

تعلیم و تربیت : مرزا دبیر نے تمام کتبِ رائج درسیہ عربی اور فارسی باقاعدہ پڑھی تھیں۔ جملہ علومِ معقول اور منقول میں مہارت حاصل تھی۔ پروفیسر حامد حسن قادری کہتے ہیں : "مرزا دبیر نے عربی اور فارسی کی تعلیم فضیلت کی حد تک حاصل کی تھی۔" ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی "دبستانِ دبیر" میں لکھتے ہیں : "مرزا صاحب کی علمی حیثیت بہت بلند تھی۔ عربی و فارسی میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ تمام علومِ عقلی اور نقلی پر حاوی تھے اور طبقہ علما میں شمار کئے جاتے تھے۔" دبیر چونکہ بہت ذہین تھے، اس لئے اٹھارہ انیس سال میں فارغ التحصیل ہو گئے۔

اساتذہ : (۱) مولوی غلام ضامن صاحب فاضلِ دوراں سے ابتدائے شباب میں صرف و نحو، منطق، ادب اور حکمت کا درس لیا۔

(۲) مولوی میر کاظم علی صاحب عالمِ دین سے دینیات، تفسیر و اصول و حدیث و فقہ کی تعلیم حاصل کی۔

(۳) ملاّ مہدی صاحب مازندرانی اور مولوی فدا علی صاحب اخباری کے آگے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔

(۴) شاعری میں تقریباً دس سال میر ضمیر کی شاگردی کی۔ ضمیر لکھنوی کو خود اس پر فخر تھا کہ وہ دبیرؔ کے استاد ہیں۔ اس مضمون کو انھوں نے اپنی ایک رباعی میں یوں پیش کیا ہے:

پہلے تو یہ شہرہ تھا ضمیرؔ آیا ہے
اب کہتے ہیں استادِ دبیرؔ آیا ہے
کر دی مری پیری نے مگر قدر سوا
اب قول یہی ہے سب کا پیر آیا ہے

(۵) مرزا دبیرؔ کی اوسط عمر میں میر عشق مرحوم نے بھی مرثیوں میں مشاقی بہم پہنچائی ہے، اس کا اعتراف شادؔ عظیم آبادی نے کیا ہے۔

مذہب : مسلمان (شیعہ اثنا عشری۔ محتاط اُصولی)

نوٹ ثابت لکھنوی ''حیاتِ دبیرؔ'' حصۂ اوّل میں لکھتے ہیں : ''از بس کہ مرزا دبیرؔ کے کئی استاد اخباری تھے، بعض حضرات مرزا صاحب کو اخباری مسلک سمجھتے تھے مگر مرزا صاحب ایک محتاط اصولی شیعہ تھے۔''

شغل : شاعری اور ادب (حکمت سے دلچسپی رکھتے تھے)

شکل وصورت : ثابت لکھنوی اور شادؔ عظیم آبادی نے دبیرؔ کو بڑھاپے میں دیکھا تھا۔ ثابت لکھنوی کہتے ہیں: ''پکا سانولا رنگ، کسی قدر کشیدہ قامت، ماتھا بڑا، کثرتِ سجود سے ماتھے پر سجدے کا نشان، آنکھیں بڑی بڑی گول، دو انگشتی ڈاڑھی، بڑی پاٹ دار آواز۔''
شادؔ عظیم آبادی ''پیغمبرانِ سخن'' میں لکھتے ہیں : ''مرزا دبیرؔ خوبصورت نہ تھے۔ رنگ بہت کالا تو نہ تھا مگر سانولا بھی نہیں کہہ سکتے۔ آنکھیں بڑی اور گول تھیں۔ ان میں سرخی کے ڈورے، ہونٹ بڑے تھے، پیشانی اونچی تھی، سر کے بال نہایت کم اور چھدرے تھے، ڈاڑھی بالکل مورچہ پر تھی، خط بھی بنتا تھا مونچھیں کسی قدر نمایاں تھیں مگر کتری ہوئی، اس پر مازو کا خضاب، قد وقامت متوسط، نہ بہت جسیم نہ دُبلے تھے۔''

تصویر : مرزا دبیر کی جو تصویر مشہور ہے، وہ مجہول ہے لیکن مرزا صاحب کے بیان شدہ حلیے کے بہت قریب ہے۔ لب و ناک نقشہ اس تصویر کا، مرزا اوجؔ اور مرزا رفیع سے ملتا جلتا ہے۔ تصویر کے بارے میں مؤلفِ "حیاتِ دبیرؔ" لکھتے ہیں : "میں نے کوششِ بلیغ کی کہ لکھنؤ میں یا کہیں، مرزا صاحب کی قلمی یا عکسی تصویر مل جائے مگر ناکام رہا۔

مرزا اوجؔ صاحب اور بعض معمر اصحاب کی زبانی معلوم ہوا کہ فوٹو کا مسئلہ علمائے اسلام میں مختلف فیہ ہونے کی وجہ سے مرزا صاحب نے اپنی تصویر نہیں کھنچوائی، حالانکہ شاہی فوٹو گرافر مشکور الدولہ مرحوم، مرزا صاحب کے فدائی شاگرد نے بہت چاہا مگر مرزا صاحب تصویر کھنچوانے پر راضی نہ ہوئے۔ یہ ممکن ہے کہ کسی نے کلکتہ، پٹنہ، بنارس اور کھجوہ وغیرہ میں ان کی بغیر اجازت فوٹو لے لیا ہو۔"

نواب حامد علی خاں صاحب بیرسٹر ایٹ لا لکھنوی نے تقریباً ہندوستان کے مشہور اُردو اخباروں میں نواب خطوط شائع فرمائے اور اپنی جیب سے تصویر لانے والے کو پچاس روپیہ دینا چاہا مگر تصویر دستیاب نہ ہوئی۔ مرزا دبیرؔ کے مرنے کے چند سال بعد ایک یورپ کے علم دوست نے مرزا صاحب کی تصویر تلاش کی لیکن تصویر اُس کو بھی نہ ملی۔

بہر حال ان تمام مشکالات اور حقائق کے باوجود ہم مرزا دبیرؔ کی مشہور تصویر ہی کو ان کی قلمی یا عکسی تصویر کا متبادل سمجھنے پر مجبور ہیں۔

آواز : مرزا دبیر کی آواز پاٹ دار اور پر تاثر تھی۔ ان کی آواز میں گداز شامل تھا لیکن حاسدین، مرزا دبیر کی آواز کو بھی نام رکھتے تھے، چنانچہ دبیرؔ اپنی ایک رباعی میں لکھتے ہیں :

جب شاہِ نجف معین و ناصر ہوئے
کیوں سب میں نہ ممتاز یہ ذاکر ہوئے
آواز ہے بھاری تو ہو پر بات یہ ہے
مجلس میں سخن نہ بارِ خاطر ہوئے

لباس : بقول شاد عظیم آبادی "دامن دار گوٹ اور بڑے گھیر کا کرتا، کبھی تن زیب، کبھی جامدانی پہنتے تھے۔ گرمیوں میں عمدہ مشروع کا مہری دار پاجامہ اور سفید جرابیں۔ سر پر باریک کام کی چکن کی پانچ گوشے والی ٹوپی، بغیر قالب کی اور جیسی کہ اس زمانے میں ایک جدید رسم سر گوشہ جالی لوٹ کے رومال اوڑھنے کی نکلی تھی، جب کہیں تشریف لے جائے تھے، پاؤں میں زردوزی رنگ کٹھیلا بھاری کام کا جوتا، ہاتھ میں مرشد آبادی جریب، انگلیوں کے ناخنوں میں مہندی کا رنگ۔ بڑے بڑے عقیق کے نگوں کی تین چار انگوٹھیاں بھی پہنا کرتے تھے۔ جاڑوں میں بیشتر شالی دگلا، شالی رومال یا عمدہ دوشالہ، سر پر لکھنؤ کی پنج گوشہ ٹوپی۔

ثابت لکھنوی لکھتے ہیں : " سر پر گول پنج گوشیہ ٹوپی، جسم میں اندر شلوکا، اوپر ڈھیلا کرتا جو گھٹنوں سے نیچا ہوتا ہے، اُس کے نیچے ڈھیلا پاجامہ اور پاجامے کے نیچے ایک جانگیہ ہمیشہ پہنے رہتے تھے، پاؤں میں کٹھیلا جوتا۔

غذا : دبیر دن میں صرف ایک وقت نو دس بجے کے لگ بھگ غذا تناول کرتے تھے۔ رات میں صرف چائے پیتے تھے۔ آخر عمر میں جب سخت علیل رہنے لگے تو طبیبوں کی رائے سے دو وقت غذا کر دی تھی۔

چونکہ نمازِ شب میں دقت اور تکلیف ہوتی تھی، اس لئے پھر رات کی غذا ترک کر دی تھی۔ شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں : " میٹھے چاولوں اور بالائی سے بہت رغبت تھی۔ اُن کا دستر خوان اس سے خالی نہ رہتا تھا۔ غذا کھانے کے بعد آرام کرتے تھے اور پانچ بجے کے قریب بیدار ہوا کرتے تھے۔ شب کو بارہ بجے کھانا کھا کے دو بجے تک آرام کرتے تھے۔

نظام الاوقات : مرزا دبیرؔ وقت کے بڑے پابند تھے۔ ہر کام اور عبادت کا وقت مقرر تھا۔ نمازِ صبح کا سلسلہ دو گھڑی دن چڑھے ختم ہوتا تھا، پھر کھانے کھاتے تھے۔ دوپہر کو اکثر اپنے شاگردوں کے کلام پر اصلاح دیتے تھے اور خود بھی کہہ لیتے تھے۔ سرِ شام سے رات کے نو بجے تک وہ نمازِ مغربین اور تعقیبات سے فارغ ہوتے تھے۔ پھر رات کے بارہ بجے تک احباب اور شاگردوں کا ہجوم رہتا تھا، علمی چرچے اور شعری بحثیں ہوتیں۔ آدھی رات کو جب یہ مجمع برخواست ہوجاتا تو مرزا صاحب نمازِ شب میں مصروف ہو جاتے تھے اور بعد میں شعر کہتے۔ ثابتؔ لکھنوی لکھتے ہیں کہ ٹھیک حال معلوم نہیں کہ رات میں کس وقت سے کس وقت تک سوتے تھے۔ لیکن شادؔ عظیم آبادی نے بتایا ہے کہ شب کو بارہ بجے کھانا کھا کر دو بجے رات تک آرام کرتے۔ آخرِ شب تہجد پڑھ کر مرثیے کی تصنیف شروع ہوتی تھی جو صبح تک جاری رہتی۔ مرزا صاحب دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد بھی آرام کرتے تھے۔

آدابِ محفل : مرزا دبیرؔ کی رہائش گاہ عالی شان کوٹھی نہ تھی بلکہ معمولی مکان تھا جہاں پر دن رات احباب اور شاگردوں کا ہجوم رہتا تھا۔ بڑے بڑے شہزادے، حکام آپ کے گھر پر تشریف لاتے اور علمی اور شعری مباحث میں شریک ہوتے۔ مرزاؔ صاحب جب کوئی کسی کی غیبت کرتا تو اس کو فوراً روک دیتے تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ میر انیسؔ صاحب کے خلاف کوئی بات کرسکے۔ وہ اس معاملے میں بہت حسّاس تھے۔ شادؔ کہتے ہیں :

گھر کے صدر میں ایک بڑا سا گاؤ، جاڑوں میں اونی بڑا قالین، گرمیوں میں بہت بڑی سوزنی بچھی ہوتی تھی۔ آگے ایک فیض آبادی بڑا صندوقچہ سیاہ رنگ کا اور پیتل کی بڑی دوات اور چند واسطی قلم دھرے رہتے تھے۔ پائیں میں ہر وقت ایک خدمت گار پگڑی باندھے منتظرِ حکم کھڑا رہتا تھا۔ جب کوئی مہمان وارد ہوتا، علیٰ قدرِ مراتب کسی کا لب فرش تک استقبال کرتے، کسی کے لیے کھڑے ہو کر تعظیم کرتے، جھک کر سلام کرتے اور ہاتھ جوڑ کر مزاج پوچھتے۔

آدابِ محفل : غربا اور حاجت مند کو بھی بیٹھے بیٹھے سلام نہیں کرتے تھے بلکہ کچھ خمیدہ پشت ضرور ہو جاتے۔ گھنٹے دو گھنٹے کے اندر دو تین دفعہ خاص دان میں گلوریوں کا دور ہو جاتا تھا۔ تین چار بند گڑ گڑیوں کے حقے، چاندی کے چمبر کے ساتھ، صحبت میں موجود رہتے تھے۔ اکثر عطر دان الائچیوں اور ڈلیوں کا بھی دور ہو جاتا تھا۔ باتیں آہستہ آہستہ اور قدرے مسکراہٹ کے ساتھ کرتے تھے۔ جب مذاقِ شاعری کے لوگ ہوتے تو کبھی کبھی محاورے کی نسبت، کبھی کسی غیر معمولی وزن والے شعر کی نسبت باتیں ہوتیں، احیاناً کوئی شک واقع ہوتا تو فنِ عروض کی کتابیں کھولی جاتی تھیں۔

حافظہ : مرزا دبیرؔ کا حافظہ بلا کا تھا۔ واقعات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو چالیس پچاس سالہ پرانی باتیں اچھی طرح یاد تھیں۔ ہم قوتِ حافظہ کی دو حکایات یہاں بیان کرتے ہیں:

اول مرزا صاحب سے دلگیر مرحوم کو بہت محبت تھی اور وہ بہت قدر و منزلت کرتے تھے۔ میر علی سوز خواں نے اپنے امام باڑے میں دلگیر کا کلام پڑھا۔ اس مجلس میں دبیرؔ بھی موجود تھے۔ شام کو جب مرزا دبیرؔ کے گھر پر بیٹھک ہوئی تو ایک مصاحب نے دلگیر کے مرثیے کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اس مرثیے کا حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔ جب تک میر علی سوز خواں اس کو دو تین سال پڑھ کر تقسیم نہ کریں گے۔ دلگیر صاحب کسی کو نہیں دیں گے۔ مرزا دبیرؔ نے کہا کہ مرثیے کے کل پندرہ سولہ بند ہیں، اگر کسی کی قوتِ حافظہ اچھی ہو تو دو تین مرتبہ غور کر کے یاد کر سکتا ہے۔ پھر مرزا دبیرؔ نے ایک ایک بند کر کے سب لکھوا دئے۔ اس حکایت سے دبیرؔ کے حافظے کا پتہ چلتا ہے۔

دوم مرزا ظہورؔ شاگردِ دبیرؔ کہتے ہیں کہ ایک دن میر صفدر علی صفدرؔ کے مرثیے پر دبیرؔ اصلاح دے رہے تھے چنانچہ تلوار کی تعریف کی ٹیپ :

سدِ سکندری کو تپ لرزہ آئی تھی
دیوار قہقہہ بھی کھڑی تھرتھرائی تھی

کو یوں بدل دیا:

سدِ سکندری پہ جو بھڑکی گھلا دیا
دیوار قہقہہ پہ جو کڑکی رُلا دیا

کوئی بیس پچیس برس بعد جب ظہورؔ نے اِسی کٹی ٹیپ کو اپنے مرثیے میں ضم کر کے مرزا صاحب کو سنایا تو آپ نے فرمایا: اس کو میں نے کبھی سن کر کٹوا دیا تھا۔ اس طرح دبیرؔ کے حافظے نے ظہورؔ کو حیرت میں ڈال دیا۔

خط : مرزا دبیرؔ نہایت خوش خط اور زود نویس بھی تھے۔ آپ کا خط پختہ اور باقاعدہ تھا۔ مرزا صاحب کا خط اُس زمانے کے ایرانیوں کی روش پر تھا۔ وہ حرفوں پر کم نقطے دیتے تھے اور بعض حروف پر نقطے ہی نہیں دیتے تھے۔ حروف پر نقطے نہ ہونے کہ وجہ سے مرثیوں کی نقلیں لیتے ہوئے بعض لفظوں کا کچھ کا کچھ ہو گیا، شاید یہی وجہ تحریف ہوگی۔

مرزا دبیرؔ کے ہاتھ کا لکھا ہوا مخمس کا ایک ورق ہمارے بیان کا ثبوت ہے۔ شادؔ عظیم آبادی کہتے ہیں: ”مرزا دبیرؔ کے پاس ایک اچھے خط کا کاتب ضرور ملازم رہتا تھا۔“ فرنگی محل کے ایک مولوی صاحب تیس روپیہ پر ملازم تھے۔ وہ خوش خط بھی تھے اور فارسی نثر رنگین لکھتے تھے۔ خود مرزا صاحب کا خط شفیعہ آمیز پختہ تھا۔

اخلاق و کردار : مرزا دبیرؔ اوصافِ حمیدیہ کے حامل تھے۔ محمدؐ و آلِ محمدؐ کی مدآحی نے ان کے دل میں رحم، مروّت، سخاوت، عدالت، قناعت، متانت، صداقت، غیرت، خودداری اور جرأت کے ولولوں کو اس طرح اُبھارا کہ وہ فرشتہ صفت انسان بن کر ظاہر ہوئے۔

محمد حسین آزادؔ ”آبِ حیات“ میں لکھتے ہیں: ”دبیرؔ کی سلامت روی، پرہیز گاری، مسافر نوازی اور سخاوت نے صنفِ کمال کو زیادہ تر رونق دی تھی۔“

مرزا رجب علی بیگ سرورؔ "فسانۂ عجائب" میں لکھتے ہیں : "اللہ کے کرم سے ناظم خوب دبیرؔ مرغوب نے بارِ احسان اہلِ دُول کا نہ اٹھایا"۔

شادؔ عظیم آبادی : "دوسروں کی امداد کرنا، حاجت مندوں کی حاجت کو پورا کرنا وہ عبادت تصوّر کرتے تھے۔

ثابتؔ لکھنوی : "مرزا دبیرؔ فرماتے ہیں وہ آدمی نہیں ہے جو دوسروں کے کام نہ آئے۔"

(الف) رحم و مروّت : حکایت: میر انیسؔ کے ایک شاگرد نے مرزا دبیرؔ سے خواہش کی کہ انھیں ملکہ زمانی کی مجلس میں پڑھوا دیجیے۔ مرزا دبیرؔ نے اپنے پاس سے قیمتی شالی کپڑے انھیں پہنوائے، ایک پالکی میں خود اور دوسری میں ان کو سوار کرا کے سلطانؔ عالیہ اور ملکہ زمانی سے تعریف کی اور پڑھوایا۔

دربار سے شالی رومال اور پانچ سو روپیہ ملا۔ جب گھر واپس آ کر مرزا صاحب کے شالی کپڑے اتارنے لگے تو مرزا دبیرؔ نے کہا : آپ نے شاہزادی کا ہدیہ تو قبول فرمالیا، اب اس فقیر کا ہدیہ کیوں ردّ کر رہے ہیں۔ پھر دبیرؔ نے اُن شالی کپڑوں کے ساتھ دو سو روپے اپنے پاس سے دئے۔

حکایت : آگرہ کے وکیل جناب سیّد حسن صاحب بیان کرتے ہیں کہ غدر کے بعد ایک سیّد صاحب مرزا دبیرؔ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ میرے ساتھ چل کر فلاں رئیس سے مجھے کربلائے معلیٰ کے سفر کے لئے دو سو روپے دلوا دیجیے کیوں کہ رئیس میر انیسؔ کے چاہنے والوں سے تھا، مرزا صاحب نے کہا کہ آپ میر صاحب سے سفارش لے لیجئے۔ لیکن سیّد صاحب نے بتایا کہ استخارے میں دبیرؔ کا نام آیا ہے۔ پھر مرزا صاحب نے بھی دوبارہ استخارہ دیکھا تو اچھا آیا، چنانچہ فینس میں سوار ہو کر جب رئیس کے گھر گئے تو وہ کھانا کھا رہے تھے۔ جب چوکیدار نے اطلاع دی وہ فوراً دبیرؔ صاحب

سے ملنے باہر آئے اور پوچھا: حضور نے کیوں زحمت فرمائی مرزا صاحب نے کہا سیّد صاحب کربلا جانا چاہتے ہیں اور اس کے لئے انھیں دو سو روپے درکار ہیں۔ نواب صاحب اندر گئے اور چار سو روپے لاکر ان سیّد صاحب کو دے کر کہنے لگے یہ دو سو روپے تو آپ کے مطلوبہ ہیں اور دو سو روپے اس شکریے میں نذرِ سادات کرتا ہوں کہ مرزا صاحب اس غریب خانے پر تشریف لائے۔

(ب) سخاوت : مرزا دبیرؔ کی سخاوت کا ان کے مخالفین تک اقرار کرتے ہیں۔ وہ سخی ابن سخی تھے۔ ثابتؔ لکھنوی نے لکھا ہے کہ ان کو سالانہ لاکھوں روپیہ ملتا تھا اور وہ سب اہلِ حاجت میں تقسیم کر دیتے تھے۔ اُردو ادب کے کسی شاعر کو اُن کے دور تک اتنا پیسہ نہیں ملا۔

مہمان نوازی : مرزا صاحب بہت مہمان نواز تھے۔ ان کی مہمان نوازی کے قصّے تمام ہندوستان میں مشہور تھے۔ اکثر باہر سے آنے والے علما اور باکمال افراد ان کے یہاں ٹھہرتے تھے۔ کوئی مہمان بغیر کھانا کھائے یا بغیر حصولِ نقد و جنس نہیں جا سکتا تھا۔ پردیسیوں کی بڑی عزت کرتے تھے۔ اگر مہمان کہیں علیحدہ ٹھہرتے تو غذا کے خوان بھجواتے تھے۔ جو لوگ باہر سے مرزا صاحب کی مجالس میں آتے تو انھیں بڑی عزت سے قریب منبر بٹھاتے تھے، جہاں لکھنؤ کے امیروں کو جگہ ملنا دشوار تھی۔

حکایت : ایک دفعہ امام باندی بیگم کے دولت کدے واقع پٹنہ پر سیّد امداد امام اثرؔ صاحب ''کاشف الحقائق'' کے والد مرزا صاحب سے ملنے آئے۔ سردی کا موسم تھا لیکن موصوف معمولی لباس، یعنی ایک تن زیب کا کرتہ اور ایک تن زیب کا انگرکھا پہنے ہوئے تھے۔ مرزا صاحب سمجھے کہ کوئی مفلوک الحال ہیں جو گرم کپڑوں کی توفیق نہیں رکھتے، صرف اسی قدر راز کھلا کہ سیّد ہیں چنانچہ انھیں بلا کر ایک لکھنؤ کے فرروئی دار اور اس پر پانچ روپیہ رکھ کر کہا کہ میں مغل ہوں اور سادات کا غلام ہوں، یہ غلام کا ناچیز ہدیہ قبول فرمائیں۔ انھوں نے رضائی یہ کہہ کر رکھ لی کہ حضور کا تبرّک میں عمر بھر رکھوں گا اور مرنے سے پہلے اپنی اولاد سے وصیت کروں گا کہ میرے کفن میں رکھ دیں شاید

غفورالرّحیم اسی بہانے بخش دے۔ پانچ روپیہ یہ کہہ کر لوٹا دئے کہ مجھے اس کی حاجت نہیں، ورنہ ضرور رکھ لیتا۔ سیّد صاحب نے واپسی پر منشی فرزند احمد صفؔیر سے اس واقعے کا ذکر کیا۔ صفؔیر نے دوسرے وقت مرزا صاحب سے تخلیے میں عرض کیا کہ کل جنھیں رضائی مرحمت ہوئی، وہ خاندانی امیر ہیں۔ مرزا صاحب نے جواب دیا : مجھ سے غلطی ہوئی میں سمجھا کہ ان کے پاس سردی کے مقابلے کے لئے کوئی دگلا نہیں ہے۔

کمک وخیرات : شاؔد کہتے ہیں: ’’خفیہ سلوک کرنے میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ نادار اور حاجت مند گھیرے رہتے تھے۔ بعض لوگوں سے سنا ہے کہ اکثر سونی راتوں کو تنہا گھر سے نکل گئے اور کسی شریف زادے، نادار غیرت دار کے گھر پہنچ کر چپکے سے کچھ دے آئے۔ کئی اپاہج نادار اور بیواؤں کو مشاہرے دیا کرتے تھے۔ اپنے خاندان والوں کو اپنے ساتھ لئے رہے۔ اگر کپڑے بنوا رہے ہیں تو پچاس جوڑے، ہر ایک کے لئے الگ الگ اہتمام کے ساتھ بنوا رہے ہیں گویا تقریب ہے۔

ان کے بھائی مرزا غلام محمد نظیر کثیر العیال تھے۔ مرزا دبیؔر سب کو گلے سے لگائے رہے اور کل اخراجات اسی کشادہ پیشانی سے ادا کئے جیسے اپنے بیٹوں، بیٹی، داماد اور اُن کے بچوں کے لئے کر رہے ہیں۔

مرزا دبیؔر غدر کے بعد جب عظیم آباد پٹنہ جاتے تو دیکھتے اُن کے اکثر ملنے والے نہایت عسرت اور غربت میں زندگی بسر کر رہے ہیں چنانچہ مرزا دبیؔر اُن افراد کے لئے بنارس کے زرّیں اور ریشمی کپڑے لاتے اور ایسے دوستوں کو تحفے کے طور پر دیتے تھے۔ اگر کوئی صاحب دختر ہوتے تو کہتے : یہ میری بھتیجی کے جہیز میں شامل کر دیجئے۔

قناعت : اگر چہ مرزا دبیر کی آمدنی لاکھوں میں تھی لیکن زندگی سادہ تھی۔ کیونکہ وہ اپنے لئے صرف ضروری خرچ رکھ لیتے اور باقی سب کچھ غربا میں تقسیم کر دیتے۔ شادؔ عظیم آبادی ''پیمبرانِ سخن'' میں لکھتے ہیں: ''میں نے پہلے پہل جو مرزا صاحب کا گھر دیکھا تو محض بے مرّمت، صرف مٹی کی چھت کا ایک سائبان تھا جس میں خود بیٹھا کرتے تھے، اس کے علاوہ بھی دو چار گھر قریب تھے مگر ان کی شان کے لائق نہ تھے۔ مجھ کو تعجب ہوا کہ مرزا دبیرؔ کی فتوحات کم نہیں ہیں۔ کپڑوں کے تو ایسے شائق ہیں کہ گویا مقدرت سے زیادہ ہی پہنتے ہیں مگر گھر کیوں ایسا رکھا ہے۔ ایک دن کیا دیکھتا ہوں کہ کپڑے بیچنے والا آیا، آپ نے کچھ مشروع کچھ گل بدن کچھ ململ کچھ نین سکھ غرض متفرق قسم کے دس بارہ تھان جو اس کے پاس موجود تھے خرید کر فرمایا کہ دس تھان اس گل بند کے پنج مشروع کے چودہ ململ و تن زیب کے اسی طرح ایک لمبی فہرست لکھوا دی اور کہا کہ پہنچا دو۔ پھر شام کو کچھ چکن کچھ تن زیب کے تھان دوسرے سے خرید کئے۔ ایک دفعہ دیکھا کہ ایک ٹوکرا بھر کر زنانی اور مردانی جوتیں خرید کر منگائیں، تب یہ حال کھلا کہ خاندان بھر کو ہر چھٹے مہینے ضرور دیا کرتے تھے۔ خاندان والوں کے مشاہرے مقرر کر رکھے تھے۔ اس کے علاوہ نقد دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ دس تولہ عطر مول لے کر چھوٹی چھوٹی شیشیوں میں قریب پچیس شیشیوں میں بھر کر اپنے خاندان والوں کو بھجوائیں۔ تب میں نے سمجھا کہ ایسا فیاض بزرگ کیوں کر اچھا گھر بنا سکتا ہے۔ ان کا خلق اور کمال ایسا تھا کہ بڑے بڑے نواب شہزادے اونچے درجے کے روسا اسی مختصر اور بے مرّمت گھر اور تنگ گلی میں آنا اپنا فخر سمجھتے تھے۔

(و) عدالت : عدالت کا اس قدر خیال رکھتے تھے کہ کبھی کسی غریب کے مقابلے میں کسی امیر بد طینت کی طرف داری نہ کی۔ کسی رئیس یا بادشاہ کی انھوں نے خوشامد نہ کی۔ کسی بادشاہ کو خداوند نہ کہا۔

جب مرزا دبیرؔ نے بادشاہ اودھ غازی الدین حیدر کے عزاخانے میں بادشاہ کی موجودگی میں منبر پر جا کر حمد و نعت و منقبت پڑھ کر یہ قطعہ پڑھا :

واجب ہے حمد و شکر جنابِ الٰہ میں
فضلِ خدا سے آیا ہوں کس بارگاہ میں
مجھ سا گدا اور انجمنِ بادشاہ میں
چرچا یہ لوگ کرتے ہیں اس وقت راہ میں
ذرّے پہ چشمِ مہر ہے مہرِ منیر کو
حضرت نے آج یاد کیا ہے دبیرؔ کو

پھر جو مرثیہ پڑھا اُس کا مطلع ہے : ''داغِ غمِ حسینؑ میں کیا آب و تاب ہے''۔ چنانچہ جب مرثیے کے اس بند پر آئے تو بادشاہ رونے لگے اور اسے پھر پڑھوایا۔ بند یہ ہے :

جب روز کبریا کی عدالت کا آئے گا
جبّار بادشاہوں کو پہلے بلائے گا
انصاف و عدل اُن سے بہت پوچھا جائے گا
تو آج داد دینے کی کل داد پائے گا
گل کردیا ہے دونوں جہاں کے چراغ کو
لوٹا ہے تیرے عہد میں زہراؑ کے باغ کو

کہتے ہیں مرزا دبیرؔ تو مرثیہ پڑھ کر چلے گئے لیکن بادشاہ کو خوفِ خدا سے ساری رات نیند نہ آئی، صبح سویرے اپنے وزیر کو انصاف اور عدالت کے بارے میں بڑی تاکید فرمائی۔

متانت وخودداری : مشہور ہے کہ میر انیسؔ کی طرح جو وضع وقطع مرزا دبیرؔ نے اپنائی تھی، اسے مرتے دم تک نبھاتے رہے۔ مشکل سے مشکل دور میں ہمیشہ سواری میں گئے۔ جب کہیں تشریف لے جاتے تو خاندان کے دو چار آدمی ساتھ ہوتے، ایک دو خدمت گار، چاندی کے خاص دان اور چھتری لئے سر پر پگڑی رکھے ساتھ رہتے تھے۔

مرزا دبیرؔ کی متانت ایسی تھی کہ بڑے بڑے صاحبانِ علم مرزا صاحب کو قبلہ وکعبہ مانتے تھے۔ مرزا صاحب جن امور میں دبنا اور عجز کرنا غیر شرعی سمجھتے تھے اُن میں کبھی کسی سے دب کر نہیں رہے۔ علامہ جائسی سے معلوم ہوا کہ ایک مجلس میں واجد علی شاہ کے روبرو جب گئے تو باتوں میں انھوں نے معمولی سا لفظ "خداوند" جو اہلِ لکھنؤ کا تکیۂ کلام تھا نہیں کہا۔ جب مجلس ختم ہونے پر بادشاہ کے ایک مصاحب نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے مرزؔا صاحب کو لفظ خداوند کہنے سے کچھ اکراہ ہے تو بادشاہ نے اُس جانب توجہ نہ کی۔ دوسرے روز دبیرؔ نے منبر پر یہ رباعی پڑھی تو بادشاہ اُس مصاحب سے مخاطب ہو کر کہا: دیکھا! شاعروں کو الہام ہوتا ہے

رباعی ۔

ناداں کہوں دل کو کہ خرد مند کہوں
یا سلسلۂ وضع کا پابند کہوں
اک روز خدا کو منہ دکھانا ہے دبیرؔ
بندوں کو میں کس منہ سے خداوند کہوں

رباعی ۔

سرکار سلاطیں سے سروکار نہیں
جز مجلسِ مولا کوئی دربار نہیں
مدّاح ہوں میں امامِ بے سر کا دبیرؔ
سامان کیسا کہ سر بھی درکار نہیں

مرزا دبیرؔ نے جب یہ مرثیہ پڑھنا شروع کیا اُس زمانے میں مرثیہ گوشعرا سوز خوانوں کے رحم و کرم پر رہتے تھے۔ کیوں کہ انھی سوز خوانوں کی بدولت ان کے مرثیے مشہور ہوتے تھے۔ مشہور ہے کہ اُس زمانے میں لکھنؤ کے مشہور سوز خواں میر علی صاحب جو رشتے میں خواجہ میر دردؔ کے سگے نواسے تھے جس شاعر کا مرثیہ سوز سے پڑھتے اُسے شہرت مل جاتی تھی۔ مرزا دبیرؔ کی شہرت سن کر میر علی صاحب نے دبیرؔ کے تین مرثیوں :

ع : ''باغِ فردوس سے یہ بزمِ عزا بہتر ہے''

ع : ''بخدا تاجِ سرِ عرشِ خدا ہے شبیرؑ''

ع : ''جب ہوئی ظہر تلک قتل سپاہِ شبیرؑ''

کو حاصل کر کے پڑھا اور سارے لکھنؤ میں ان مرثیوں کی شہرت ہوگئی۔ اتفاق سے انھی مرثیوں میں سے ایک مرثیہ کسی دوسرے سوز خواں نے بھی کہیں پڑھا جہاں میر علی صاحب موجود تھے جب میر علی صاحب کو معلوم ہوا کہ دبیرؔ نے یہ مرثیہ دوسروں کو بھی دیا ہے تو مرزا صاحب کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ اگر تم مستند اور مشہور مرثیہ گو بننا چاہتے ہو تو آئندہ وہ مرثیہ جو میر علی کو دیا گیا ہے، کم از کم تین سال تک کسی دوسرے کو تقسیم نہ کیا جائے۔ مرزا صاحب نے جواب بھیجا کہ میری طرف سے آداب عرض کیجیے اور کہیئے کہ اوّل تو آپ سیّد، دوسرے بزرگ، تیسرے ذاکر، اس طرح واجب التعظیم ہیں۔ میں اگر مستند مرثیہ گو بننا چاہتا ہوں تو امام حسینؑ کی امداد اور اپنی محنت و طبعِ خداداد سے۔ یہ بات شاید مری مروّت سے بھی دور ہوگی کہ کوئی ذاکر مجھ سے مرثیہ مانگے اور میں یہ کہہ کر اُس کی دل شکنی کروں کہ میر علی صاحب کا حکم نہیں۔ مجھ سے یہ شرط نبھ نہیں سکتی۔ کہتے ہیں اُس دن سے پھر میر علی صاحب نے مرزا صاحب کا کوئی مرثیہ نہیں پڑھا۔

چنانچہ جناب ممدوح امام حسینؑ کی زبانی اُن کی چار برس کی بیٹی سکینہؑ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

سینے پہ مرے سو چکیں اب خاک پہ سونا
آخر ہے زمیں بھی تو غریبوں کا بچھونا

مرزا صاحب کا کلام، اخلاق کی درستی کرنے والے اور محبت کے موجب خیالات کا کبھی نہ خالی ہونے والا خزانہ ہے۔ وہ انسانی جماعت کو نیک اور پاکیزہ خیال بنانے کے لئے اس دنیا میں بھیجے گئے تھے۔ اس لئے سچے اور حقیقی شاعر تھے۔ شمس العلما سیّد امام اثر بہت سچ کہتے ہیں کہ مرزا دبیرؔ تمام تر صفاتِ ملکوتی سے متصف اور لاریب خاصانِ خدا میں تھے۔ اولیائے خدا کی خوبیاں خدا نے انھیں بخشی تھیں۔ ان کی سخاوت اور ایثار شہرۂ آفاق ہے۔ علم وفضل کے ساتھ توفیق عبادت بہت کچھ خدائے پاک نے عطا فرمائی تھی۔ اخلاقِ محمدیؐ کا آپ پورا نمونہ تھے۔ جود وسخا، بذل وعطا میں اپنا جواب آپ تھے۔ منکسر المزاجی خاکساری اور فروتنی میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ خوش مزاجی، خوش اخلاقی اور خوش اوقاتی آپ پر ختم تھی۔ عمر بھر کسی کی غیبت نہ کی۔

شاعری کا آغاز : دبیرؔ نے ۱۲ سال کی عمر میں ۱۸۱۵ء میں شاعری کا آغاز کیا

مدّتِ مشقِ سخن : ۶۰ سال

پہلا قطعہ : یہ قطعہ مرزا صاحب نے اپنے استاد ضمیرؔ کو سنایا تھا

کسی کا کندہ نگینے پہ نام ہوتا ہے
کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جس کی شام و سحر
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

| | | |
|---|---|---|
| آخری قطعہ تاریخ | : | یہ قطعۂ تاریخ ہے جو میر انیسؔ کے انتقال پر کہا تھا جس کے آخری دو مصرعوں کے مجموعی اعداد سے تاریخ عیسوی نکلتی ہے۔ مرزا نے معتقدین کی طرح آسمان کے الف ممدودہ کے عدد دو لئے ہیں: |

آسماں بے ماہِ کامل سدرہ بے روح الامیں

طورِ سینا بے کلیم اللہ منبر بے انیسؔ

1874 = 945 + 929

| | | |
|---|---|---|
| پہلا مرثیہ | : | ع: بانو پچھلے پہر اصغر کے لئے روتی ہے<br>بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مرزا دبیرؔ کا پہلا مرثیہ ہے۔ یہ مرثیہ حضرت علی اصغرؑ کے حال میں ہے۔ |
| آخری مرثیہ | : | ع: انجیل مسیح لب شبیرؑ ہیں عباسؑ<br>مرزا دبیرؔ یہ مرثیہ نظم کر رہے تھے کہ میر انیسؔ کے انتقال کی خبر ملی۔ مرثیہ ناتمام چھوڑ دیا اور کہا کہ "دبیرؔ یہ تیرا آخری مرثیہ ہے" اور یہی ناتمام مرثیہ انھوں نے اپنی آخری مجلس میں ۲۵ ذیقعدہ ۱۲۹۱ ہجری میں پڑھا۔ یہ مرثیہ حضرت عباسؑ کے حال میں تھا۔ |
| اساتذہ | : | تقریباً دس برس میر ضمیرؔ لکھنوی سے استفادہ کیا۔ میر ضمیرؔ نے تخلص دبیرؔ رکھا۔<br>شادؔ عظیم آبادی کہتے ہیں میر عشقؔ فرزندِ انسؔ لکھنوی نے بھی نوک و پلک سنوارنے میں مدد کی۔ |
| ضمیرؔ اور دبیرؔ میں رنجش | : | حکایات : جس قدر مرزا صاحب کی شہرت و نیک نامی بڑھتی تھی، حاسدوں کے دل میں حسد کی آگ بھڑکتی جاتی تھی۔ بعض شاگردوں نے سوچا دبیرؔ اور ضمیرؔ میں بگاڑ پیدا کردیں تاکہ دبیرؔ بے اصلاح کا کلام پڑھیں اور ان کی قلعی کھلے، کیونکہ یہ شاگرد مرزا دبیرؔ کی تمام خوبیاں میر ضمیرؔ کی اصلاح کی بدولت سمجھ رہے تھے۔ افتخار الدولہ جو ہندو سے مسلمان ہوئے تھے رمضان کی شبوں میں مجلس کراتے تھے۔ |

چنانچہ انھوں نے ایک بار دونوں صاحبوں سے اصرار کیا کہ نیا مرثیہ پڑھیں۔ دبیر کی مشق سخن شباب پر تھی چنانچہ انھوں نے نیا مرثیہ کہا :

ع: "ذرّہ ہے آفتاب در بوتراب کا" لیکن ضمیر نیا مرثیہ نہ کہہ سکے۔ جب دبیر نے استاد ضمیر کو اپنا مرثیہ سنایا تو حاسد شاگرد عابد علی بشیر کو بُرا لگا۔ انھوں نے دبیر سے کہا کہ تم یہ مرثیہ استاد کو دے دو لیکن بات آخر یہ قرار پائی کہ مرثیے کا نصف اوّل دبیر اور نصف آخر ضمیر پڑھیں گے۔ چنانچہ مجلس میں دبیر نے مرثیہ پڑھنا چاہا تو بشیر نے دبیر کو منع کیا لیکن دبیر نے طے شدہ قرارداد کے مطابق آدھا مرثیہ پڑھا، اُدھر بشیر نے استاد ضمیر سے کہا کہ دبیر نے عمدہ حصّے والا مرثیہ پڑھ لیا ہے۔ چنانچہ ضمیر نے منبر پر جا کر کہا کہ میں اپنے ساتھ کوئی مرثیہ نہیں لایا جو مرثیہ دبیر نے یہ کہہ کر پڑھا ہے کہ وہ ضمیر کا ہے غلط ہے۔ یہ مرثیہ دبیر ہی کا ہے۔ اس واقعے کے بعد استاد اور شاگرد نے خلعت بھی قبول نہ کی اور اس رنجش کی وجہ سے استاد اور شاگرد ایک دوسرے سے دور ہو گئے۔

دبیر اور ضمیر میں صفائی : حکایت : ایک دن وزیر اودھ نواب علی نقی خان صاحب کی مجلس میں مرزا دبیر نے اپنا نو تصنیف مرثیہ پڑھا جس کا مطلع ہے : ع: "اے عرشِ بریں تیرے ستاروں کے تصدق" اس مجلس میں میر ضمیر بھی شریک تھے۔ مجلس چونکہ وزیر کی تھی بادشاہ بھی شریک تھے جنھوں نے مرزا دبیر کی بڑی تعریف کی۔ مرزا دبیر نے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا "یہ سب استاد میر ضمیر کا فیض ہے" مجلس کے بعد میر ضمیر نے دبیر کو گلے لگایا اور پھر گھر لے گئے۔ سب اگلی پچھلی باتیں دہرائی گئیں۔ میر عابد علی بشیر کی خطا ثابت ہوئی۔ ضمیر اور دبیر میں رنجش باقی نہ رہی۔

مرزا دبیر، میر ضمیر کا تخلّص کے ساتھ نام نہیں لیتے تھے بلکہ حضرت، استاد، جنّت مکان وغیرہ تعظیمی الفاظ استعمال کرتے تھے۔ میر ضمیر سال کی چھ مجلسیں پڑھتے تھے۔ مرزا دبیر ان مجالس کی ابتدائے مشق سخن میں پیش خوانی بھی کرتے تھے۔

| | | |
|---|---|---|
| شاگردان | : | مرزا دبیرؔ کے شاگردوں کی فہرست بڑی ہے ہم یہاں صرف منتخب شاگردوں کے نام پیش کریں گے۔ (۱) محمد جعفر اوجؔ (۲) محمد ہادی حسین عطاردؔ (۳) محمد نظیرؔ (۴) میر بادشاہ بقاؔ (۵) شادؔ عظیم آبادی (۶) منیرؔ شکوہ آبادی (۷) مشیرؔ لکھنوی (۸) صفیرؔ لکھنوی (۹) ممتازؔ الدولہ (۱۰) ملکہ زمانی (۱۱) سلطانؔ عالیہ (۱۲) زیب النسا حاجیؔ (۱۳) قدیرؔ دہلوی (۱۴) محمد تقی اخترؔ (۱۵) شیخ فقیر حسین عظیمؔ (۱۶) صفدرؔ فیض آبادی (۱۷) سید باقر مہدی بلیغؔ (۱۸) محمد رضا ظہیرؔ (۱۹) وہابؔ حیدر آبادی (۲۰) امام باندی عفتؔ (۲۱) مطیرؔ (۲۲) سفیرؔ (۲۳) صباؔ (۲۴) وزیرؔ (۲۵) حقیرؔ وغیرہ |
| پڑھنے کا طریقہ | : | مرزا دبیرؔ منبر کے چوتھے زینے پر بیٹھتے تھے۔ پہلے منبر پر بیٹھ کر دو چار منٹ چار طرف مجلس کو دیکھتے۔ اکثر لوگوں سے سلامت اور مختصر مزاج پرسی کرتے۔ اسی دوران زیر منبر کوئی مصاحب مرثیے کے کاغذات دیتے۔ مرزا صاحب ان کاغذات سے چند کاغذوں کا انتخاب کر کے زانو پر رکھ لیتے اور پھر ہاتھ اٹھا کر بہ آواز بلند فاتحہ کہتے اور خضوع وخشوع کے ساتھ سورۂ الحمد تمام کر کے بھی کچھ پڑھتے۔ خبیرؔ لکھنوی "رباعیات دبیرؔ" میں لکھتے ہیں: "آج بھی مرزا دبیرؔ کے اہلِ خاندان اور اُن کے خاندان کے تلامذہ پہلے فاتحہ کہہ لیتے ہیں پھر رباعی سلام اور مرثیہ پڑھتے ہیں۔ میر انیسؔ کے خاندان میں فاتحہ نہیں کہتے اور یہی دونوں خاندانوں کی اب پہچان رہ گئی ہے۔" مرزا دبیرؔ اہلِ مجلس کو زیادہ تر مجبو کے لفظ سے مخاطب کرتے جاتے۔ مصرع نصف ایک جانب اور نصف دوسری جانب نظر کر کے پڑھتے۔ پڑھتے وقت قریب سے دیکھنے والوں کی ان کی جوش کی حالت پوری محسوس ہوتی تھی۔ نصف مصرع کو ڈپٹ کر اور نصف کو بہت آہستہ ادا کرنا کچھ انھیں پر ختم ہوگیا۔ ہاتھ یا چہرے سے بتانا مطلق نہ تھا۔ حزن یا بین کی جگہ آواز کو نرم بنا کر سامعین پر اثر ڈالنا بھی چنداں نہ تھا۔ |

اکثر اہلِ مجلس کو روتے روتے غش آ جاتا تھا۔ پورا مرثیہ از مطلع تا مقطع مسلسل پڑھتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ گھنٹے تک پڑھ کر اتر آتے تھے۔'' مؤلف ''حیات دبیرؔ'' ثابتؔ لکھنوی کہتے ہیں: ''مرزا دبیرؔ جوشِ معرفت میں سینے کے زور سے پڑھتے تھے اور مجلس میں جب کبھی پڑھنے کو جاتے تھے وضو کر کے جاتے تھے۔ آواز بھاری اور پاٹ دار تھی، فطری طور پر کہیں خود بخود ہاتھ اٹھ جاتا تھا ورنہ منبر پر بیٹھ کر بتلانے کو وہ عیب جانتے تھے۔ کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے مرثیہ خوانی سے بتانے کو کیا علاقہ ہے۔ اس مضمون کو اپنی ایک رباعی میں یوں بیان کرتے ہیں۔

ناحق نہ چیخنا نہ چلّانا ہے
بے کار نہ ہر بند پر بتلانا ہے
ابنِ شہِ مرداں کا ثنا خواں ہوں میں
صد شکر کہ پڑھنا مرا مردانہ ہے

حکایت : ۱۸۷۲ء میں داروغہ میر واجد علی تسخیر لکھنوی کے امام باڑے میں دبیرؔ نے یہ مرثیہ پڑھا تھا۔ ع: ''پرچم ہے کس علم کا شعاعِ آفتاب کی'' تمام مجلس تصویر بنی ہمہ تن گوش تھی یہاں تک کہ مرزا دبیرؔ اس موقعے پر پہنچے کہ حضرت زینبؑ اپنے بچوں سے پوچھتی ہیں کہ تم نے شمر سے بات کیوں کی؟ اس موقعے پر مرزا دبیرؔ نے ایک مصرع تین طرح سے پڑھا۔ ہر مرتبہ مصرعے کے ایک نئے معنی سامعین کے ذہن میں آئے :

(۱) کیوں۔ تم نے میرے بھائی کے قاتل سے بات کی؟ (گھرکی کے لہجے میں)
(۲) کیوں؟ تم نے میرے بھائی کے قاتل سے بات کی؟ (سوالیہ طور پر)
(۳) کیوں تم نے میرے بھائی کے قاتل سے بات کی (تاسف کے لہجے میں)

اس مصرعے پر اس قدر رقت ہوئی کہ مرثیہ آگے نہ پڑھ سکے۔ مرزا دبیرؔ کو خاص کر بین کے مقامات پڑھنے میں کمال حاصل تھا۔ کہتے ہیں کہ مرزا دبیرؔ کے پڑھنے کا انداز انھیں کے ساتھ ختم ہو گیا۔ انھوں نے کسی اپنے شاگرد کو اپنے پڑھنے کا طرز نہیں سکھایا۔

طریقۂ تصنیف : ثابتؔ لکھنوی کے قول کے مطابق: ’’مرزا صاحب اکثر باوضو جانماز پر بیٹھ کر مرثیہ تصنیف فرماتے تھے۔ کبھی کبھی بعد نماز شب اور کبھی بعد نماز صبح اور کھانا کھانے کے بعد گیارہ بجے دن کہا کرتے تھے۔ بعض بعض مصرعوں پر ایسا وجد طاری ہوتا تھا کہ جھوما کرتے اور اکثر بین کے مضامین پر مسلسل آنسو جاری ہوجاتے تھے۔ جب تک طبیعت حاضر نہ ہوتی تھی نہ کہتے تھے اور جب حضورِ قلب کا عالم ہوتا تھا کہتے تھے اور جلد جلد کہتے تھے۔‘‘

شادؔ عظیم آبادی ’’پیمبرانِ سخن‘‘ میں لکھتے ہیں: ’’آخر شب سے تہجد پڑھ کر مرثیے کی تصنیف شروع ہوتی تھی۔ صبح تک جتنے بند کہتے تھے بعد ادائے نماز اس کو لئے ہوئے باہر آتے تھے۔ کاتب موجود رہتے خود بتا بتا کر اپنے سامنے صاف کرواتے تھے۔ یہ بھی مسوّدۂ دوم میں داخل ہوتا تھا۔ مسوّدۂ اوّل و دوّم سب مقفّل کیا جاتا تھا۔ پھر شب کو مسوّدۂ اوّل نکالا جاتا تھا۔ مرثیوں کی تصنیف یوں نہ ہوتی تھی کہ مطلع شروع کر کے چہرہ، صف آرائی، رخصت، لڑائی وغیرہ کے بند ترتیب کے ساتھ کہتے ہیں بکہ مثلاً تلوار یا گھوڑا یا صف آرائی یا چہرہ یا رخصت میں جتنے مضامین متعلق مرثیہ کہے ہیں، ہر مضمون کے سو سو دو دو سو بند لکھے جاتے تھے۔ آخر میں اس ذخیرے سے بند لے کر پانچ پانچ چھ چھ مرثیے مرتب کر لیتے تھے۔ کچھ موٹی موٹی جلدیں کاتب سے صاف کروائی ہوئی انھیں بے ترتیب بندوں کی الگ رہتی تھیں اور جب یہ بند بصورتِ مرثیہ مرّتب ہوجاتے تھے تو کتاب کے اندر ترتیب وار داخل کیے جاتے تھے۔ اسی طرح سلاموں مخمّسوں، قطعات وغیرہ کی جلدیں صاف کی ہوئی الگ رہتی تھیں۔ کاتب کو دم لینے کی فرصت نہ تھی۔ تازہ تصنیف کو تو اپنے سامنے بٹھا کر صاف کرواتے تھے ورنہ کاتب کے حوالے کردیتے تھے وہ الگ بیٹھا لکھا کرتا تھا۔‘‘ شادؔ عظیم آبادی کی گفتگو افضل حسین ثابتؔ لکھنوی کے بیان کردہ میر دستور علی بلگرامی کے ’’دفتر پریشان‘‘ سے ثابت ہوتی ہے جس میں دبیرؔ نے بیس (۲۰) چہرے، بیس (۲۰) رخصتیں بیس(۲۰) رجز،

بیس (۲۰) لڑائیاں، بیس (۲۰) سراپا اور بیس (۲۰) بین و بیانِ شہادت نظم کیے ہیں۔

مشہور ہے کہ دبیرؔ بہت جلد جلد کہتے تھے۔ ذیل کی حکایات ان کی زود گوئی کے ثبوت ہیں۔

حکایت ۱ : میر وزیر حسین صاحب ناقل ہیں کہ "میں جس وقت مرزا دبیرؔ کی خدمت میں پہنچا دن کے بارہ بج چکے تھے۔ مرزا صاحب کھانا کھا کر پلنگ پر آرام کر رہے تھے۔ دو کاتب پلنگ کے اِدھر اُدھر بیٹھے تھے۔ مرزا دبیرؔ دونوں کاتبوں کو نو تصنیف دو مرثیے لکھوانے لگے۔ کبھی اس کاتب کو تین مصرعے بتا دیتے کبھی اُس کاتب کو بعض مصرعے یا بیت۔ بعض مصرعوں پر اتنا جوش آ جاتا کہ بیٹھ جاتے۔ تقریباً چار بجے تک یہی سماں رہا۔ جب نمازِ ظہرین کے لئے اٹھے تو معلوم ہوا کہ ہر کاتب نے ساٹھ ساٹھ بند دو مرثیوں کے لکھے ہیں۔ ایک مرثیہ حال حضرت علی اکبرؑ اور دوسرا امام حسینؑ کے حال میں تھا

حکایت ۲ : میر دستور علی صاحب بلگرامی نے بتایا کہ ایک صاحب مرزا صاحب کے پاس آئے اور ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ اس وقت بارہ تیرہ بند اس حال میں کہہ دیجئے کہ بعد شہادتِ علی اصغرؑ ان کی ماں قبرِ علی اصغرؑ پر آئی کہ میں اُن بندوں پر سوز رکھ کر فلا رئیس کے پاس پڑھوں گیا۔ مرزا صاحب نے کہا کہ اب مجلس میں جا رہا ہوں۔ اُس شخص نے کہا کہ میرے رزق کا معاملہ ہے پھر مرزا صاحب نے کھڑے کھڑے چودہ پندرہ بند لکھوا دئے اور وہ سوز خواں لے گئے۔ اس طرح ایسے سیکڑوں بندوں کی نقل کچھ ان کے گھر میں نہیں رہی۔

اصلاح کا طریقہ : مرزا دبیرؔ کے شاگردوں کی تعداد زیادہ تھی۔ مرزا صاحب شاگرد سے اُس کا کلام سنتے جاتے اور جس مصرعے یا بند پر اصلاح دینا ہوتا تو مرثیہ لے کر اپنے ہاتھ سے بنا دیتے تھے۔ جو لفظ کاٹتے یا بناتے تھے اگر وہ شاگرد حاضر ہوتا تو زبانی بتا دیتے ورنہ حاشیے پر بطورِ اشارہ لکھ دیتے تھے۔

حکایت : میر واجد حسین کہتے ہیں کہ مرزا دبیرؔ نے کسی شاگرد کا ایک اصلاح شدہ مرثیہ انھیں دے کر کہا کہ اسے صاف کر دو مرثیہ کی ٹیپ تھی :

ع : آپ آئے ہیں عورت نہ کوئی سامنے آئے

اقبال سے کہہ دو کہ عناں تھامنے آئے

چنانچہ واجد حسین صاحب نے اس شعر میں تصرّف کر کے اپنی طرف سے لکھا :ع : ''ہاں فتح سے کہہ دو کہ عناں تھامنے آئے'' کسی طرح سے مرزا دبیرؔ کی نظر اُس پر پڑ گئی۔ مرزا صاحب نے کہا کہ پہلے سمجھ لو کہ لفظ ''فتح'' میں کیا برائی ہے اور ''اقبال'' میں کیا خوبی ہے۔ اقبال اُردو میں مذکر اور فتح مونث ہے، چنانچہ فتح کا جو مونث ہے سامنے آنا کب مناسب ہوگا۔ اس کے سوا اقبال کے خود معنی آگے آنے کے ہیں۔ لفظ فتح میں یہ بات کہاں۔ اکثر بزرگوار میرے مرثیوں میں الفاظ کی خوبی اور اثر کو نہیں سمجھتے، اپنی سمجھ کے موافق بدل دیتے ہیں۔ دیکھنے والا سمجھتا ہے مصنف نے یونہی کہا ہوگا۔ اُس کو کیا خبر کہ دبیرؔ کے اصلاح دینے والے بے انتہا ہیں۔''

ایجادات : ''حیات دبیرؔ'' کے مولف ثابت لکھنوی نے مرزا دبیرؔ کی اُن ایجادات کو بیان کیا ہے جو میر انیسؔ کے کلام میں موجود نہیں۔ ہم اجمالی طور پر یہ ایجادات یہاں بیان کرتے ہیں۔

۱ مرثیے کو حمد و نعت و منقبت سے شروع کیا۔ بادشاہ اور مجتہدینِ عصر کی مدح فرمائی۔

مثال : مطلع مرثیہ : ''طغرا نویسِ کن فیکون ذوالجلال ہے''۔

۲ چہاردہ (۱۴) معصومین علیہم السلام کے حال میں علیحدہ علیحدہ مرثیے کہے۔ چنانچہ ''دفترِ ماتم'' کی چودہ جلدوں میں یہ ترتیب ہے کہ ہر جلد ایک معصوم کے حال کے مرثیے سے شروع ہوتی ہے۔

حکایت : مرزا اوجؔ کہتے ہیں جب نواب نادر مرزا صاحب فیض آبادی نے مرزا صاحب کو بلوایا تو اُن سے خواہش کی کہ چودہ معصومینؑ کے حال میں مختصر مرثیے لکھ دیں تاکہ وہ ہر معصوم کی وفات کے دن مجلس میں پڑھ سکیں۔ چنانچہ جب مرزا صاحب پالکی میں واپس شہر لکھنؤ آئے تو راستے میں تمام مرثیوں کو کہہ کر اُن لوگوں کے ہاتھ جو مرزا صاحب کو لکھنؤ لائے دئے کہ نواب صاحب کو دے دیں۔

یہ مرثیے مختصر مرثیے ہیں۔ مرزا دبیرؔ کا خیال تھا کہ وہ ہر معصوم کے حال میں ایک ایک طولانی مرثیہ کہیں گے چنانچہ امام موسیٰؑ کاظم کے حال میں ان کا ایک طولانی مرثیہ موجود ہے۔

۳ حالِ ولادتِ حضرت عباسؑ ''انجیلِ مسیحِ لبِ شبیرؑ ہیں عباسؑ'' اور حالِ ولادتِ حضرت علی اکبرؑ ''جب رونقِ مرقعِ کون ومکاں ہوئی'' لکھا۔

۴ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کی شادی کا حال اس مرثیے میں نظم کیا جس کا مطلع ہے۔

ع : ''جب فاطمہؑ سے عقدِ شہِ لافتیٰ ہوا'' یہی نہیں بلکہ عقدِ حضرت علیؑ جو حمیدہ ام البنین سے ہوا اس کا ذکر مرثیہ :

ع: ''انجیلِ مسیحِ لبِ شبیرؑ ہیں عباسؑ'' میں کیا ہے۔ اسی طرح حضرت عباسؑ کی شادی کا حال ''جب اخترِ یعقوبؑ پہ کی مہر خدا نے'' میں ذکر کیا ہے۔

۵ مرزا دبیرؔ کے زمانے میں ترکوں نے کربلائے معلیٰ میں قتل عام کیا تھا جس میں بائیس (۲۲) ہزار شعیہ قتل ہوئے۔ اس قتل وغارت کو مرزا صاحب نے کئی رباعیات میں نظم کیا اور تفصیل سے اس مرثیے میں نظم کیا جس کا مطلع ہے: ع : ''اے قہرِ خدا رومیوں کو زیروزبر کر''

۶ حالتِ تاریخی پر مرثیہ لکھا: ع : ''فہرست یہ شبیرؑ کے لشکر کی رقم ہے''

۷ مرثیے میں مناظراتی پہلو۔ مرزا صاحب کے دور میں ایک شخص نے شدت سے تعزیہ داری کی مخالفت کی تھی تو مرزا صاحب نے اس کا جواب اس مرثیے میں لکھا :

ع : ''اے شمعِ قلم انجمن افروز رقم ہو''

۸ مرثیوں میں طرزِ بیان کے جدید نکات، جیسے شام کے زندان میں حضرت سکینہؑ کو سلانے کے لئے حضرت زینبؑ کا کہانی کہنا، جو امام حسینؑ کی کہانی تھی :

ع: ''جب کہ زنداں میں نبیؐ زادیوں کو رات ہوئی''

۹ مرثیوں میں بہت سی معتبر روایتوں کو نظم کیا جیسے: ع: ''جب رن میں بعدِ فتح عدو ایک شب رہے'' میں نصرانی تاجر کا واقعہ وغیرہ ہے۔

۱۰ مرثیے میں قاتلانِ حسینؑ سے انتقام، حالِ حضرتِ مختارؒ: ع : ''جب تیغ انتقام برہنہ خدا نے کی''

۱۱ مرثیے میں حُر کا سراپا لکھا :ع :''اب تک کسی نے حُر کا سراپا نہیں کہا''

اصحابِ حسینؑ : حبیب ابنِ مظاہر، زہیر ابنِ قین، وہب ابن کلبی کے متعلق مراثی لکھا۔

۱۲ نَی اور آگ کا مناظرہ۔ ان دونوں عنصروں کے سبب سے جو ظلم اہلِ بیتؑ پر ہوئے۔

ع : '' آتش سے، سبب دشمنیِ آب کا کیا ہے؟''

۱۳ مرزا دبیرؔ سے پہلے اور ان کے ہم عصروں میں بھی عموماً مرثیے چار بحروں: رمل، ہزج، مضارع اور مجتث میں کہتے جاتے تھے لیکن مرزا صاحب نے دوسری بحروں میں بھی مزید اور طویل مراثی کہے، جو مقبول ہوئے۔

۱۴ مرزا دبیرؔ نے ایک مرثیے میں کئی مطلع لکھنے کو رواج دیا یعنی ایک مرثیے میں رخصت، لڑائی، شہادت کے موقعے پر کئی مطلع دیتے تھے۔

۱۵ ایک مرثیہ: ع :'' آہوئے کعبۂ قربانیِ داور ہے حسینؑ'' میں تمام احکامِ ذبیحہ نظم کئے اسی طرح :ع:'' کیا شان روضۂ خلفِ تراب ؑ ہے'' میں زیارتِ ناصیۂ مقدسہ کے اکثر فقروں کا مطلب بیان کیا ہے۔

۱۶ سلاموں میں طویل قطعہ بند رکھنا بھی مرزا دبیرؔ ہی کی ایجاد ہے، جیسے سلام میں حُر اور بن سعد کی گفتگو۔ دبیرؔ کے بعد ان کے شاگردوں نے بھی سلاموں میں قطعہ بند رکھے۔

۱۷ دبیرؔ نے مرثیوں میں خطباتِ امام حسینؑ نظم کئے۔

۱۸ دبیرؔ نے ایک مرثیے میں تمام علمِ بیان اور علم بدیع کی صنعتوں کو جمع کیا جس کا مطلع ہے۔

ع : ''لعلِ لبِ شبیرؑ گہر بار ہے رن میں''

۱۹ دبیرؔ نے باکردار علماء کی مدح وستائش کے عنصر کا اضافہ کیا۔

۲۰ دبیرؔ نے محافل کے لئے بشکلِ مثنوی ''احسن القصص''، ''معراج نامہ'' اور ''فضائل چہاردہ معصومؑ'' نظم کیے۔

۲۱ مرزا دبیرؔ کے مرثیوں کے مطلعوں میں ''جب'' ایک سو سے زیادہ اور ''جو'' پچاس سے زیادہ مقامات پر آیا ہے۔ یہ اُسلوب دبیرؔ کے گہرے قرآنی مطالعے کا نتیجہ ہے۔ بعض صورتوں اور آیتوں کا آغاز ''اذا'' سے ہوا ہے جس کے معنی ''جب'' کے ہیں۔ مرزا دبیرؔ کے مراثی میں آیات واحادیث کے ٹکڑے نظم کیے گئے ہیں۔

ع : ''جب ختم کیا سورۂ والّیل قمر نے''

ع : ''یارو کریم وہ ہے جو وعدہ وفا کرے''

# رباعیات

## (۳۹ عدد)

۱

در نخل دو شاخ بارور داشت علیؑ
از باغِ جہاں ہمیں ثمر داشت علیؑ
صد حیف کہ ہر دو شاخ آں بہ بریدند
از گلبن آہ ہرچہ برداشت علیؑ

۲

ہر گہہ کہ زشاخ سبز گل ریخت حسنؑ
صد پارہ جگر فتادش از راہِ دہن
پژمردہ شگوفہ گلشنِ زہراؑ را
گل ریزدی از بہاپرداخت چمن

۳

در کوچهٔ عشق بود کامل شبیرؑ
بر دوست نثار بود از دل شبیرؑ
آن جلوه کہ دیدہ بود موسیٰؑ بر طور
می دید بہ زیرِ تیغِ قاتل شبیرؑ

۴

ہر صفحهٔ تن بہ سطرِ زخمِ شمشیر
از خندهٔ گُل قضا کند بس تحریر
ہیہات کہ برتن چو گلی برگ نہاد
ہر خار کند تبسّمِ غنچہ بہ تیر

۵

بر ظلم تو سینۂ نبیؐ چاک گواہ
وان شاہِ فلک فتادہ برخاک گواہ
ماندی بعثت کہ غایت گشت تلف
لولاک لَمَا خَلَقْتُ الافلاک گواہ

٦

جانم بہ فدائے تو اباعبدؑ اللہ
نطقم بہ ثنائے تو اباعبدؑ اللہ
با آن بے وفائی اہلِ ستم
کم شد نہ وفائے تو اباعبدؑ اللہ

۷

دور از وطن آن غریب را کشتند
افسوس امامِ بی گناه را کشتند
زہراؑ بگرفت در کنارش دمِ ذبح
کشتندش و در کنارِ زہراؑ کشتند

۸

لبِ تشنہ شہِؑ تشنہ دہن را کشتند
گویا یک بار پنجتنؑ را کشتند
زہراؑ از لحد دست بر آورد و بگفت
فریاد غریب و بی وطن را کشتند

۹

آن مہد کہ جبرئیلؑ می جنبایند
آن مہد حسینؑ بود یا عرشِ مجید
آن صاحبِ مہد عرش وانگاہ سرش
بہ نہاد بریز تخت بد بخت یزید

۱۰

بانوؑ در دشت نعشِ اکبرؑ میدید
کبرأؑ در روئے مُردہ شوہر میدید
ہم دخترِ شہؑ سکینہؑ دیدش کشتہ
ہم خواہرِ شاہؑ و نیز مادر میدید

۱۱

در دشت حسینؑ خویش تنہا میدید
مجروح ہزار زخم اعضا میدید
میدید بہ نعشِ اقربا گہہ گریاں
لب تشنہ گہے بہ سوے دریا میدید

۱۲

ہر گہہ کہ حسینؑ ز اقربا تنہا ماند
با جسم ہزار زخم خون بالاماند
خوناب گریست چشم ہر زخم بر او
محروم زیک قطرہ چو از دریا ماند

۱۳

شہؑ بر لب جوے چشم وا عمر حباب
در جام تہی ہواے یک قطرۂ آب
ہر چشم چو چشمہ خشک لب چون ساحل
ہر چشمۂ چشم آہ گریاں چو سحاب

۱۴

اکبرؑ چوں بہ خونِ خویش در جنگ بہ خفت
وز چشمِ پدر نیّرِ اکبر بہ نہفت
آمادۂ مرگ شد حسینؑ ابنِ علیؑ
زد نالۂ والصفا علے الدنیا گفت

۱۵

بکشادہ درِ حسینؑ بر روے دعاست
ہر ذرّۂ خاکِ تربتش خاکِ شفاست
بہ سپرد قضا بدستِ او کلکِ قدر
مختار بہ کارخانۂ خاصِ خداست

۱۶

بر خاک ز آیت و حدیث ست سجود
ہر مرسلؑ و ہر نبیؑ بریں ساجد بود
منکر کہ بہ شیعہ داد الزام عبث
حقّا بہ خدا و انبیاؑ طعن نمود

۱۷

تن ریش و بہ سجدہ سر بہ پیشانی تیر
خنجر بہ گلوے خشک و بر لب تکبیر
بر سینہ نشستہ شمر او براے ذبح
نظارہ کنان بہ نعشِ سرورؑ ہمشیر

۱۸

عابدؑ بیمار و پائے او در زنجیر
اصغرؑ بلب تشنہ و در حلق اش تیر
خورد اکبرؑ نوجواں بہ سینہ نیزہ
سیراب با آبِ تیغ حلقِ شبیرؑ

۱۹

از چشم بہ رخ کشادہ منظر دارم
زاں درجہ ہوائے خاک در سر دارم
از خاک چو چشم بر کشاید کورم
بینید کہ چشم خاک زان در دارم

۲۰

از فرطِ عطش جگر کباب است حسینؑ
محتاج بینمِ قطرۂ آب است حسینؑ
افتاد گیش چو خاک لب خشک بدشت
زاں روست کہ ابنِ بو ترابؑ است حسینؑ

۲۱

صبرے بہ مشیت خدا داشت حسینؑ
از ہر چہ رود برو روا داشت حسینؑ
می کرد بہرِ جفاکش آمد صبرے
چوں ورثہ ز مرتضیٰؑ داشت حسینؑ

۲۲

دائم ببر بتولؑ جا داشت حسینؑ
در فرش خود از نبیؐ روا داشت حسینؑ
زان روے سرش ز تن نمودند جدا
کان فضل و شرف جدا جدا داشت حسینؑ

۲۳

کس تشنہ دہن را تہ خنجر نہ کند
کس قتل نبیرۂ پیمبرؐ نہ کند
اے شمر بدعویِ مسلمانی تو
کاری کردی کہ ہیچ اکفر نہ کند

۲۴

کس چوں تو فلک بہ جور سر برنکند
ہم چوں تو ستم گری ستم سر نکند
کس قتل نبیرۂ پیمبرؐ نکند
کاری کردی کہ ہیچ کافر نکند

۲۵

بی جرم حسینؑ را چو یا رب کشتند
آن قوم یفجوهٔ چه مذهب کشتند
کردند چها قساوت آن سنگ دلان
کشتندش و پیش چشمِ زینبؑ کشتند

۲۶

ای چرخ چه بد گرفته آه نهاد
از جور و ستم نهادهٔ بدبنیاد
لب تشنه شہؑ و ندادیش قطرهٔ آب
فریاد ز بے داد تو ظالم فریاد

۲۷

بس مارا اضافه برسرِ جمع نهاد
دردا جماعۂ رعایه برباد
مشغول بکار گشت و کشت او را
خود غافل و در رسید هنگام حصاد

۲۸

اے چرخ حروں زدست جورت فریاد
کم بود هرانچه رفت برشه بے داد
کشتیش گرسنه تشینه پس اشتربان
دردست بریدنش ز شردست کشاد

۲۹

زہراؑ کہ حسینؑ بود دل پارۂ او
روح القدس و زعرش غم خوارِ او
گہوارۂ او بہ عرش میماند کہ بود
جبرئیلؑ مقیم زیرِ گہوارۂ او

۳۰

صد چاک رسیدہ ہمچو گل برتنِ او
آغشتہ بخون چوں غنچہ پراہنِ او
پیغام دہ شہادتش فصلِ بہار
بشگفتہ ز زخم جا بجا گلشنِ او

۳۱

عباسؑ جگر بندِ شہؑ بدر و حنین
چوں برلب نہر قتل شد بہرے حسینؑ
آن وقتِ نمازِ شکر واجب دانست
برخواند نماز را بہ رسالِ یدین

۳۲

چوں طبع باستحالہ دارد تاثیر
از بہر رضاؑ طفل خوں گردد شیر
بر زعمِ طبیعت از براے اصغرؑ
خوں کرد بدل ز شیر در حلقش تیر

۳۳

امدادِ علیؑ گاہ خفی گاہ جلی است
برمن ز ازل عینِ عنایات ولی است
چوں مادہ (۵۰) دفع شد بگفتم تاریخ
چشم بدور عین اعجازِ علیؑ است

1341 - 50 = 1291 ھجری

(مرزا دبیرؔ نے یہ تاریخ اپنی آنکھوں کو کلکتہ میں بنوا کر کہی)

۳۴

ایں شہر بخاطرِ ملولاں شادست
معمورۂ خلق و حلم و عدل و دادست
ہر فردِ بشر دفترِ خلق است دبیرؔ
این شہر ز اخلاقِ عظیم آباد است

(مرزا دبیرؔ نے یہ رباعی عظیم آباد کی مجلس میں پڑھی)

۳۵

عیدِ نوروز عیدِ اکبر شد
جانشینِ رسولؐ حیدرؓ شد
عدل حیدرؓ بہ بین کہ از امروز
درجہاں روز و شب برابر شد

۳۶

در جہاں عیدِ غدیر آمدہ دلشاد نمود
درسِ بلغ زفلک شاہِ رُسلؐ یاد نمود
شُد امیرِ دوسرا حیدرؓ و با شیعہؑ او
ورد اکملت لکم دینکم ارشاد نمود

۳۷

بصد ثواب کہ عیدِ غدیر آمدہ است
گواہ قدر جناب امیرؑ آمدہ است
علیؑ وصی نبیؐ شد ازیں سرور و طرب
برقص زہرہ صفت چرخ پیر آمدہ است

۳۸

عیدِ نو روز بر تو میمون باد
بخت و اقبال تو ہمایون باد
دوستانِ علیؑ بہ عیش مدام
دشمنانش بہ رنج مقرون باد

دہد خلق را مژدہ عیدِ غدیر
وصی نبیؐ شد جنابِ امیرؑ
ز تقدیر قدرِ علیؑ را پرس
علیؑ علےٰ کُل شئیٍ قدیر

# قطعات

(۷ عدد)

# قطعہ تاریخ وفات میر انیسؔ

داد خواہم یا غیاث المستغیثین الغیاث
از کہ دل مانوس گردد بے سخن ور بے انیسؔ

عبرۃٌ للناظرین گردید افلاک و زمیں
دیدنی نبود مہ و خورشید و اختر بے انیسؔ

وادریغا عینی و دینی دو بازویم شکست
بے نظیر اوّل شدم امسال و آخر بے انیسؔ

یادگارِ رفتگاں ہستیم و مہمان جہاں
چند روزہ چند ہفتہ بے برادر بے انیسؔ

الوداع اے ذوقِ تصنیف الفراق اے شوقِ نظم
شد حواس خمسہ دودہ و عقل ششدر بے انیسؔ

پوست کندہ موشگافانِ سخن گویند حیف
ہر سرِمو بر رگِ جانست نشتر بے انیسؔ

اشک را ربطے بدامن بود لیکن اشک ما
رفتہ رفتہ رفت تادامانِ محشر بے انیسؔ

بسکہ در بزم بسوزد داغ بربالائے داغ
نیست جز طاوسِ دل پروانہ دیگر بے انیسؔ

نیست ایامِ تماشائی چمن اکنوں کہ ہست
دانۂ شبنم سپند و غنچہ مضمر بے انیسؔ

تازہ مضموں نظم می فرمود در ہر بحر شعر
چشمۂ چشم شود ہم چشمِ کوثر بے انیسؔ

سال تاریخش بزبر و بیّنہ شد زیبِ نظم
طور سینا بے کلیم اللہ و منبر بے انیسؔ

**(1291ھجری)**

درسنینِ عیسوی تاریخ گفتم صاف صاف
گرچہ طبعم بود محزون و مکدر بے انیسؔ

آسماں بے ماہِ کامل سدرہ بے روح الامین طورِ سینا بے کلیم اللہ و منبر بے انیسؔ

929 + 945

1874ء

# قطعہ تاریخ ابواب المصائب

اے زہے ایں کتابِ حزن اثر
کہ مزیّن بنام آلِ عبّاؑ ست
در معانی و لفظ ہر ورقش
محضرِ خون سیّد الشہداؑ ست
سطرِ سطرش بہ جلوۂ تاثیر
مدِّ آہِ جنابِ خیرِ نساء ست
ہست عاری عبارت از اغراق
چون الف ہست حرف حرفِ راست
در کتابِ زمانہ این اوراق
یادگارِ دبیؔر بے سر و پا ست
چون بہ لطفِ ائمہ گشت تمام
اے ہمیں لطف خضر منزل است
غور کردم بسالِ تالیفش
کہ زائینِ فرقۂ شعر است
ناگہاں فوج فوج آمدہ عقل
از چپ و راست داد مُودۂ راست
گفت بامن کہ سالِ تاریخش
"مصحفِ طاقِ چشمِ اہلِ عزا ست"

(1245 ھجری)

یہ قطعہ 18 جولائی 1860ء کے اودھ اخبار میں شائع ہوا

# قطعہ عقد دختر محسن الدولہ بہادر

## 1276 ہجری مطابق 1860ء

اے جنابِ فلک ایوانِ کواکبِ درباں
نیّرِ اعظم برج شرف فضل و کرم

نام نامی باذل داد صلائے احساں
محسن الدّولہ بہادر شدہ برلوح قلم

باغ باغ ست تہ خلق تو جہاں لیک زرشک
داغ داغ ست ز لالہ چمنستانِ ارم

لفظ احساں شدہ از اسم شریفت ایجاد
آئینہ گزر سکندر بود و جام زجم

مدعائے زر و سیم ایں بود از موجودات
کہ بہ سائل رسد از دست تو دینار و درم

شد ثنائے کرمت وردِ زباں ہا چنداں
صیّت احسانِ تو پیچیدہ چناں در عالم

کہ زابکم شنود گر بودش بعد بعید
بانگِ شکرانہ احسان ترا گوش اصَم

محفل آرا جو شدی اے پئے عقد دلبند
ناخنِ فیض تو شد عقدۂ باقامت خم

نیست ایں کاہکشاں چرخ ز آتش بازی
بردہ گل ریز پئے ہدیۂ عرشِ اعظم

رونق افزا شدہ در بزم سلیماں بلقیس
باہزاراں شرف و جاہ بصد اوج و حشم

سالِ ایں عقد ز زہرہ بحروفِ منقوط
مشتری گفت ببیں شد مہ و خورشید بہم

(1276 ھجری مطابق 1860ء)

# قطعہ بی نقطہ (غیر مطبوعہ)

درطالع ممدوح سرور آمدہِ کامل
در داد الہہ دوسرا گوہرِ آمال
مملوک امامِ دوسرا کودکِ مہہ رو
کرد سر او ہالۂ مہہ درہمہ احوال
دل حورِ ارم داد در الحاح و دعا کرد
داور سرِ ہرماہ دہد عمر دو صد سال

(۱۲۴۶ھ)

# قطعہ تاریخ مسجد عظیم آباد

خلیلِ خلق تبارک علے مبارک پے
امین و متقی و مولوی و نیک نہاد
زروے مرتبہ سر رشتہ دار دیوانے
سعید و پاک سرشت و مطیع ربِّ عباد
پۓ عبادت معبود چون بہ نیّتِ صدق
زخوش نہادی خود این بنایٔ سعد نہاد
چہ خوش ز روے ثنا گفت عقل تاریخش
کہ جاوداں بود ایں مسجدِ عظیم آباد
دبیرؔ سال بنا خواست از مؤذنِ عقل
کہ حسب رسم کند زیب دفتر ایجاد
بگفت از تہ محراب اذانِ تاریخش
کہ جاوداں بود ایں مسجدِ عظیم آباد

# قطعہ مادۂ تاریخ

## تہنیت و مدح افضل الملک

(۱۶۹ اشعار)

یاغفار تاریخِ اوجِ فکر مرزا دبیرؔ مدظلہٗ یاستّار

بست و پنجم و یک شنبہ از جماد دویم
چہ شد کہ زلزلہ افگندھنگ شیون و شین
مگر بہ خاک نہاں گشت ماہِ برجِ کمال
کہ بود مطلعِ مہرِ امیرِ بدر و حنین
جناب خان بہادر رئیسِ اعظمِ ہند
فلک شکوہ زمیں زیب رونقِ کونین
قدر بہ کلکِ قضا ارتضٰی حسین نوشت
خطابِ عالیؔ ادبا ہزار زینت و زین
مَلک بسالِ وفاتش بگفت بادلِ صاف
بقصرِ اوّلِ جناں شد ندیمِ بزمِ حسینؑ

# مرزا دبیرؔ کا ایک غیر معروف فارسی قطعۂ تاریخ

کٹرا ابوتراب خاں لکھنؤ کا ایک قدیم اور مشہور محلّہ ہے جہاں خانِ علاّمہ نواب تفضّل حسین خاں (متوفی ۱۵رشوال ۱۲۱۵ ہجری مطابق یکم مارچ ۱۸۰۱ء) کے فرزند نواب تجمّل حسین خاں مرحوم کے نام سے موسوم ایک قدیم امام باڑہ ہے۔ اس عزاخانے کے مشرقی دالان کی جنوبی دیوار میں نصب سنگ مرمر کی ایک پرانی لوح پر راقم السطور کو مرزا دبیرؔ کا ایک فارسی قطعۂ تاریخ کندہ ملا ہے۔ یہ سنگی لوح عرصے سے سفیدی کی تہوں میں دبی ہوئی تھی۔ خانوادہ میر انیسؔ کے ایک فرد میر ہادی صاحب لائقؔ کی توجہ دہانی پر مورخہ ۳۰رنومبر ۱۹۷۵ء کو عزاخانہ مذکور جاکر راقم الحروف نے جب چونے کی تہوں کو کُھرچا تو دیوار میں نصب سنگِ مرمر کی لوح نظر آئی۔ اس لوح پر مرزا سلامت علی دبیرؔ کا جو فارسی قطعۂ تاریخ کندہ ہے وہ خانِ علامہ نواب تفضّل حسین خاں کے خاندان کے ایک فرد نواب ارتضیٰ حسین خاں کے سنہ وفات سے متعلق ہے اور سنگی لوح کے جملہ مندرجات کے ساتھ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

یہ قطعۂ تاریخ قطعی طور پر ارتضیٰ حسین خاں کی وفات یعنی ۲۵ رجمادی الثانی ۱۲۹۱ ہجری کے بعد کہا گیا ہے اور چونکہ خود مرزا دبیرؔ کی تاریخ رحلت ۳۰ رمحرم ۱۲۹۲ ہجری ہے لہذا یہ قطعۂ تاریخ یقینی طور پر دبیرؔ نے اپنی وفات سے محض چند ماہ قبل کہا ہے۔ گویا اس فارسی قطعۂ تاریخ کو مرزا دبیرؔ کی عمر کے آخری دور کا کلام ہونے کا شرف حاصل ہے۔ مرزا دبیرؔ کے مجموعۂ کلام دفترِ ماتم کی اس بیسویں جلد میں مسجدِ عظیم آباد کے متعلق دبیرؔ کا ایک فارسی قطعۂ تاریخ ضرور ملتا ہے۔ مگر مندرجہ بالا قطعۂ تاریخ موجود نہیں۔ تلاش کے باوجود دبیرؔ کا مندرجہ بالا قطعۂ تاریخ مجھے مطبوعہ شکل میں کہیں نہیں مل سکا ہے۔ عجب نہیں کہ یہ دبیرؔ کا غیر مطبوعہ کلام ہو۔ (کاظم علی خان)

بشکریہ مجلّہ آج کل نئی دہلی ستمبر ۱۹۷۶ء

# سلام

(۲عدد)

# سلام

۱

درِ شبیرؑ و بجاہش نگرید
سرِ تسلیم گواہش نگرید

ماتمِ قبلۂ دیں می دارد
کعبہ و رخت سیاہش نگرید

عاشقِ روے پسر بود حسینؑ
سُوے اکبرؑ بہ نگاہش نگرید

نامِ شبیرؑ اثرہا دارد
آہ و نالہ دو گواہش نگرید

عرش از نالۂ زہراؑ لرزید
شیعیاں خاصۂ آہش نگرید

تنِ سر خاک و سرِ شہؑ بہ سناں
مومناں حالِ تباہش نگرید

داغِ فرزند بہ قلب زہراؑ است
محضر و مُہر گواہش نگرید

چہ بود باعثِ قتلِ معصومؑ
بے گناہیست گناہش نگرید

بود ہفتاد و دو تن یارِ حسینؑ
فوج بینید و سپاہش نگرید

شہؑ دعا داد عطایش بینید
شمرِ بد گرد گناہش نگرید

ماند بے آبِ چہا باغِ بتولؑ
خشک شد سبز گیاہش نگرید

تنِ زارش ز تفِ غم شد خشک
آتش افتادہ بہ کاہش نگرید

نو گلِ باغِ نبیؐ چوں سبزہ
گشتۂ پامال براہش نگرید

شوکتِ خار و سنانش بینید
دے و طغیاں سپاہش نگرید

زیرِ پائے شہؑ مردانست دبیرؔ
تاج بیند و کلاہش نگرید

# سلام

۲

زینبؑ و حالِ تباہش نگرید
گریۂ شام و پگاہش نگرید

سینہ اش ز آتشِ غم یکسر سوخت
تا بزن شعلۂ آہش نگرید

حلقہ چوں داغ زدہ در ماتم
بہ عزا جامہ سیاہش نگرید

پیش چشمش شدہ مذبوحِ حسینؑ
حسرتِ دل بہ نگاہش نگرید

شاہؑ بر چہرہ پریشاں زلفش
گرد مہِ ابرِ سیاہش نگرید

تابزن در تتق ظلمتِ شام
شفقِ خوں رُخِ ماہش نگرید

بسرِ خاک بخوں غلطیدہ
باہمہ رفعت جاہش نگرید

ہر کہ او بود پناہِ دوجہاں
کس نکرد آہ پناہش نگرید

پارہ پارہ شدہ پیراہنِ تن
از کتاں جامہٗ ماہش نگرید

آں کہ مے سود کُلہ گوشہ بعرش
شمر بر بودہ کلاہش نگرید

چہ بود باعثِ قتلِ معصومؑ
بے گناہیست گناہش نگرید

ناظرِ مہدیِ ہادیست دبیرؔ
چشم و ابرِ سرِ راہش نگرید

# شمس المشرقین

## (تضمین مخمس خمسہ ہفت بند ملاّ محمد حسن کاشی علیہ الرحمتہ)

## (۱۸۲ بند)

به عون روشنی بخش نیر و بلندی آفرین فرقدین نسخهٔ

حضرت ملا محمد کاشی علیه الرحمه ... هندوستان و ... شعرای جهان

مخزن جود و سخاوت معدن فضل و عنایت ... 

# [illegible]

به نهایت صحت الفاظ و ترتیب اضافات ... به لحاظ آسانی ناظرین

لازم آمده ... اطلاع ... طبع ثانی بلا حصول اجازت صاحب تضمین ...

در مطبع ... مقام لکهنؤ باهتمام منشی مرزا علی حسن طبع گردید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## بند اوّل

السّلام ای مجمع البحرین ایمان و یقین
السّلام ای مرجعِ آیاتِ قُرآنِ مبین
السّلام ای نورِ عینِ طا و ہا و یا و سین
السّلام ای سایہ ات خورشیدِ ربّ العالمین
آسمانِ عزّ و تمکیں آفتابِ داد و دین

السّلام ای جلوۂ تو عرش را کُرسی نشین
تختِ رفعت را مکیں مُہرِ نبوّت را نگین
السّلام ای نورِ تو شمعِ رہِ خُلد برین
السّلام ای سایہ ات خورشیدِ ربّ العالمین
آسمانِ عزّ و تمکیں آفتابِ داد و دین

السّلام ای آیہ ات سر تاجِ قُرآنِ مبین
السّلام ای پایۂ ات مُہرِ نبوّت را نگین
السّلام ای نورِ تو شمعِ شبستانِ یقین
السّلام ای سایہ ات خورشیدِ ربّ العالمین
آسمانِ عزّ و تمکیں آفتابِ داد و دین

السّلام ای نورِ تو قندیلِ صد عرش برین
السّلام ای سایه تو سُرمهٔ چشمِ یقین
مهرِ تابان پرِ سپهر و ذرّه گوید برزمین
السّلام ای سایه ات خورشیدِ ربّ العالمین
آسمانِ عزّ و تمکیں آفتابِ داد و دین

السّلام ای طفلِ ابجد خوانِ تو روح الامین
السّلام ای خالِ تو فهرستِ قرآنِ مبین
السّلام ای سینه ات گنجینهٔ علمِ یقین
السّلام ای سایه ات خورشیدِ ربّ العالمین
آسمانِ عزّ و تمکیں آفتابِ داد و دین

السّلام ای زیرِ ایوانت فلک سایه نشین
السّلام ای شبنمِ باغِ تو خورشید مُبین
السّلام ای درپناهِ سایه ات عرشِ برین
السّلام ای سایه ات خورشید ربّ العالمین
آسمانِ عزّ و تمکیں آفتابِ داد و دین

السّلام ای دستِ تو دستِ قضای راستین
السّلام ای مُرغِ دست آموزِ تو روح الامین
السّلام ای پایه ات عرش آستان کُرسی نشین
السّلام ای سایه ات خورشید ربّ العالمین
آسمانِ عزّ و تمکیں آفتابِ داد و دین

السّلام ای چتر بردارِ تو خورشیدِ مُبین
السّلام ای دُرّةُ التّاجِ سرِ عرشِ برین
السّلام ای نقشِ پا یت قُطبِ افلاک و زمین
السّلام ای سایه ات خورشید ربّ العالمین
آسمانِ عزّ و تمکیں آفتابِ داد و دین

السّلام ای حافظِ روی تو قُرآنِ مُبین
السّلام ای خُطبه خوانت منبرِ عرشِ برین
السّلام ای ہالۂ ماہِ رُخت روحُ الامین
السّلام ای سایه ات خورشید ربّ العالمین
آسمانِ عزّ و تمکیں آفتابِ داد و دین

السّلام ای دستِ تو دستِ قضا را آستین
السّلام ای پنجهٔ پُر نورِ تو مهرِ مُبین
السّلام ای نقشِ پا ماهِ تابان بر زمین
السّلام ای سایه ات خورشید ربّ العالمین
آسمانِ عِزّ و تمکیں آفتابِ داد و دین

ای بفیضِ حُسنِ تو یعقوبؑ خوش یوسؑف حسین
روزِ روشن در جمالی صبحِ صادق درجبین
برچراغ نور تو پروانه جبریلِ امین
السّلام ای سایه ات خورشید ربّ العالمین
آسمانِ عِزّ و تمکیں آفتابِ داد و دین

السّلام ای روشن از نورِ تو آدم را جبین
قُدسیاں در سجده اش افتاده یکسر بر زمین
السّلام ای نورِ تو مسجودِ اربابِ یقین
السّلام ای سایه ات خورشید ربّ العالمین
آسمانِ عِزّ و تمکیں آفتابِ داد و دین

خوشه چینِ خرمنِ نورِ تو خورشیدِ مبین
چوں فلک ظلّ تو براہلِ زمین و بر زمین
ظلمت و نور آفرید از بہرِ تو جان آفرین
السّلام ای سایہ ات خورشید ربّ العالمین
آسمانِ عِزّ و تمکیں آفتابِ داد و دین

ای بیک حکمت سہ اروح دو گوہر ہشت خُلد
دہ عقول و نہ سپہر و ہفت اختر ہشت خُلد
حور و غلماں را بود این زمزمہ در ہشت خُلد
مُفتیِ ہر چار دفتر خواجۂ ہَر ہشت خُلد
داورِ ہر شش جہت اعظم امیرؒ المومنین

حافظِ سیپارۂ ہرمہ توئیٔ در ہشت خُلد
بخشد از فرمانِ تو یکبار قنبر ہشت خُلد
مُنشیِ لوحِ ازل ایں نقش زَد بر ہشت خُلد
مُفتیِ ہر چار دفتر خواجۂ ہر ہشت خُلد
داورِ ہرشش جہت اعظم امیرؒ المومنین

تاجدارِ ہفت اختر خواجۂ ہر ہشت خُلد
شہریارِ ہفت کشور خواجۂ ہر ہشت خُلد
ساقیِ تسنیم و کوثر خواجۂ ہر ہشت خُلد
مُفتیِ ہر چار دفتر خواجۂ ہر ہشت خُلد
داورِ ہر شش جہت اعظم امیرؑ المومنین

اوّل و آخرِ توئی از انبیاؑ مثلِ الف
اِبتدا و انتہا ہم شاہد و ہم مُعترف
شُد ز ارشادِ سَلُونی رازِ مخفی منکشف
عالمِ علمِ لدّنی شہسوارِ لو کُشِف
ناصرِ حق نفسِ پیغمبرؐ امامِ راستین

مُنکشِف بر چشم تو نقش و نگارِ لو کُشِف
شُد زانگشتِ زبان فتحِ حصارِ لو کُشِف
کاشِفِ رازِ سَلُونی راز دارِ لو کُشِف
عالمِ علمِ لدّنی شہسوارِ لو کُشِف
ناصرِ حق نفسِ پیغمبرؐ امامِ راستین

شست باراں ابریَ مشقِ عطایت با صفا
آفتاب او را نموده خُشک با مہر و وفا
کرد بَر ابری رقم ظغرا نویسِ ہَلْ اَتَا
صاحِبِ یوفون بالنذر آفتابِ اِنَّما
قُرَّةُ العین لعمرک نازِشِ رُوح الامین

مَرجَعِ مِمّا رَزَقْنٰا یُنْفِقُوْن و قُلْ کَفٰا
ہَلْ اَتٰی شانِ عَطاَیَتْ لاَ فَتٰی مَدْحِ وِغا
مَصدر وَالعَصْر مَقْصُوْدِ علیؑ بابُہا
صاحِبِ یوفون بالنذر آفتابِ اِنَّما
قُرَّةُ العین لعمرک نازِشِ رُوح الامین

ای بقَدْر و منزلت حیرانِ تو کون و مکان
دل بدل منزل بمنزل کاروان در کاروان
آستانِ بارگاہست ای امیرؑ راستان
در جہانِ از روی حشمت چوں جہانی در جہان
بر زمین از روی رفعت آسمانی بر زمین

ای بہ جنبِ رتبہَ تو پست اوجِ آسمان
وی بحرفِ صورتِ تو عالمِ معنی نہان
درِ جنان ازروی نکہت چون جنانی درِ جنان
در جہان از روی حشمت چوں جہانی در جہان
برزمین ازروئَ رفعت آسمانی بر زمین

ہریکی در دہر از فیضِ تو ہر جا مستفیض
کیست در عالم کہ ماند از فیضِ تو نا مستفیض
زِ ابر جودت ابرِ تر صحرا بصحرا مستفیض
از عطائَ دستِ فیاضِ تو دریا مستفیض
وز ریاضِ نکہتِ طبع تو رضوان خوشہ چین

بَرگ بَرگ از سایہَ قدِ تو طوبا مستفیض
گُل گُل از بوئَ تو فردوس معلیٰ مستفیض
از رُخت کعبہ زسینہ طورِ سینا مستفیض
از عطائَ دستِ فیّاض تو دریا مستفیض
وز ریاضِ نزہتِ طبع تو رضوان خوشہ چین

یا علیؑ از جودِ تو ادنا و اعلا مستفیض
ماه و ماهی نور و ظلمت دین و دنیا مستفیض
از لبِ ساحل شنید این شور هر جا مستفیض
از عطایَ دستِ فیّاض تو دریا مستفیض
وز ریاضِ نزہتِ طبع تو رضوان خوشہ چین

ای زِ حلم و خاکساری کوه و صحرا مستفیض
از شجاعت دین و از عدلِ تو دنیا مستفیض
از جبین مہرِ مبین وز لب مسیحاؑ مستفیض
از عطایَ دستِ فیّاض تو دریا مستفیض
وز ریاضِ نزہتِ طبع تو رضوان خوشہ چین

ای نگاہِ دین پناہت ناظرِ سرکارِ غیب
اشکِ خوفِ حق بحشمت عینکِ دیدارِ غیب
دُرِّ دندان نقطہ و گویا زباں پرکارِ غیب
مقصدِ تنزیلِ بلّغ مرکزِ اسرارِ غیب
مَطلعِ تیلُوہ شاہد مقطعِ حَبْلُ المَتِین

در دہاں کامِ زبانت ذکرِ حق اخبارِ غیب
کرد ظاہر کردگار از نطقِ تو کردارِ غیب
بی تامُّل در ثنایَ تُست این اظہارِ غیب
مقصدِ تنزیلِ بَلّغ مرکزِ اسرارِ غیب
مَطلعِ تیئلُوہ شاہد مقطعِ حَبْلِ المتَین

مُد دواتِ قُدرت از نقشِ تو بی صبر و سکون
در لبش انگُشتِ خامہ گہہ دروں گہہ بُرون
نقشِ عالم بست تا کلکِ قضا از کاف و نون
نقش بند کاف و نون از بدہ فطرت تا کنون
تا کشیدہ چون بہ رُخسارِ تو نقشِ مُبین

نیّرِ اعظم ز حُسنِ نقشِ رویت سر نگون
آئینہ بنور گُل بی رنگ و لالہ غرقِ خون
ہر جزو کل را خبر از مُبتداء کاف و نون
نقش بندِ کاف و نون از بدوِ فطرت تا کنون
تا کشیدہ چون بہ رُخسارِ تو نقشِ مُبین

خضر و با عُمرِ ابَدْ در کعبہَ گویت طواف
کعبہ را در قبلہَ کویِ تو فخرِ اعتکاف
چتر بردارِ تو از شہپر ملایک در مصاف
صاحبِ دیوانِ اَمرت موسیٰؑ دریا شگاف
پردہ دارِ بامِ قصرت عیسیٰؑ گردوں نشین

خضر را در کعبہَ کویِ تو فخرِ اعتکاف
از بہشت آید خلیلؑ اللہ مشتاقِ طواف
ہر نبیؑ و ہر ولی در خدمتت بی اختلاف
صاحبِ دیوانِ اَمرت موسیٰؑ دریا شگاف
پردہ دارِ بامِ قصرت عیسیٰؑ گردوں نشین

غاشیہ بردارِ تو روحُ الامیں روزِ مصاف
آبدارانِ تو الیاسؑ و خضر بی اختلاف
آئینہ دارت سکندر درِ جلو با قلبِ صاف
صاحبِ دیوانِ اَمرت موسیٰؑ دریا شگاف
پردہ دارِ بامِ قصرت عیسیٰؑ گردوں نشین

مثلِ سلمانؑ در بلاہا میکنی امدادِ خلق
چون نُصیری زنده میسازی دلِ ناشادِ خلق
ہست در مدحِ تو این بیتِ بلند اورادِ خلق
صورتِ معنیِ فطرت باعثِ ایجادِ خلق
بہترینِ نسلِ آدم نفسِ خیرُ المرسلینؐ

نوبتِ سُلطانیت شورِ مُبارکبادِ خلق
چشمِ تو برحالِ خلق و گوش بر فریادِ خلق
میکند توصیفِ تو خالق دمِ امدادِ خلق
صورتِ معنیِ فطرت باعثِ ایجادِ خلق
بہترینِ نسلِ آدم نفسِ خیرُ المرسلینؐ

ذاتِ والایِ تو بیشک موجبِ بُنیادِ خلق
دادِ عدل و دادِ خالق داد از امدادِ خلق
مدحِ تو باہم کنند ارواحِ خلق اجسادِ خلق
صورتِ معنیِ فطرت باعثِ ایجادِ خلق
بہترینِ نسلِ آدم نفسِ خیرُ المرسلینؐ

طینتِ پاکِ تو اصلِ مایه اجسادِ خلق
در خمیرت چون نمک غمخواری و امدادِ خلق
در ثنایت می نگارد با نبیؐ بنیادِ خلق
صورتِ معنیِ فطرت باعثِ ایجادِ خلق
بهترینِ نسلِ آدم نفسِ خیرُ المرسلینؐ

خوف حق سنجاف تقوی دخت بردامانِ عمر
شد ترا صرفِ رضا جویِ حق هر آنِ عمر
ماند صرفِ سجدهٔ یزدان سر و سامانِ عمر
ناشنیده از زمانِ مهد تا پایانِ عمر
بی رِضایِ حق ز تو حرفی کرامُ الکاتبین

ختم درمشقِ عبادت ساختی قُرآنِ عمر
عاقبت درسجده آخر شد سروسامانِ عمر
یا علیؑ بشنوچه گوید مدحاستِ دیوانِ عمر
ناشنیده از زبانِ مهد تا پایانِ عمر
بی رِضایِ حق ز تو حرفی کرامُ الکاتبین

ممتنع در عالمِ واقع شریکِ ذوالجلال
رحمۃُ اللعالمین و توچو واجب بیمثال
نیست بی مثلی مگر براتحادہرسہ دال
مثل تو چون شبہ ایزد در ہمہ حال و محال
در بود ممکن نہ الّا رحمت اللعالمین

فہم و وہم و عقل و فکر و ذہن و ادراک و خیال
در تلاشِ مثل تو سر گشتہ و ہم پایمال
بالیقیں دانم ترا مانند واجت بیمثال
مثل تو چون شبہ ایزد در ہمہ حال و محال
در بود ممکن نہ الّا رحمت اللعالمین

آنکہ از خویشی او حرمِ رسولؐ اللہ بود
چون خدا از حرمتش محرمِ رسولؐ اللہ بود
آنکہ بہرِ محضرش خاتم رسولؐ اللہ بود
آنکہ مدّاحش خدا ہمدم رسولؐ اللہ بود
گر کسی ہمتاش باشد ہم رسولؐ اللہ بود

کی رسد با حُور بی کابینِ مہرت دستِ مس
مایۂ مہر تو برکابینِ حوران دست رس
شد بمُہرِ مصطفیٰؐ مہرت بدلہا ہم نفس
ای بغیر از مصطفیٰؐ نا بود ھمتائی تو کس
بستہ بر مہرِ تو ایزد مہرِ حُور العین بس

تخمِ مہر تو بکشتِ خویش میکارد فلک
حلقۂ طاعت بگوش از ماہِ دارد فلک
مہر خود را مُہرۂ مہر تو پندارد فلک
مہرۂ مہر از گلوی صُبحِ برآرد فلک
گرنہ از مہرِ تو اید صُبحِ صادق را نفس

برکفِ پا ناقۂ سیرت چو بندد رنگِ راہ
ہر قدم ہمرنگ فرشِ گُل شود ہر سنگِ راہ
زاسمان نقشی کشد بر صفحۂ ارژنگِ راہ
کارواں سالار جاہت چوں کند آہنگِ راہ
چرخ را بردست پیش آہنگ بندد چوں جرس

فوج فوج آید بجراگاهِ تو اقبال و جاہ
موج موج افتد طلاطم ہا زماہی تا بماہ
ہدیہ آرد عرشِ مخمل ماہ تاج انجم سپاہ
کارواں سالارِ جاہت چوں کند بہ آہنگِ راہ
چرخ را بردستِ پیش آہنگ بندد چوں جرس

آسماں چوں ذوالفقارت پیشدست و پیشکار
پیش تو ازپیشہ کمتر بہمن و اسفند یار
تو یداللّٰہی و ہر شی زیرِ دستِ کردگار
باشکوہِ صولتت دستاں نہ آید درشمار
در برِ عنقایٔ مغرب کی شکوہ آردمگس

قدر سنجاں جامِ عیش از قدردانی بر کشند
دم زِقدرِ تو بقدرِ خوش بیانی برکشند
ہم ترازویٔ تواش در پلّہ ثانی برکشند
گر شکوہت را بہ میزانِ معانی بر کشند
ازرہ خفّت کم آید بوقبیس از یکعدس

طایرانِ تیر از سہمت نہاں در ترکشند
تیغ و خنجر ہادمِ قہرت بہم دم در کشند
کی زُحکمت سر کشند آنہا کہ دیو سر کشند
گر شکوہت را بہ میزبانِ معانی بر کشند
از رہِ خفّت کم آید بوقبیس از یکعدس

تابدان بکشادہ در قصرِ فلک سایِ تو مہر
حلقۂ در آسمان از تا بدانہایِ تو مہر
روزنی از قصرِ رائے عالم آرایِ تو مہر
چیست با قدرت سپہر و کیست بارای تو مہر
ان زقدرت مُستعار و دین ز رایت مُقتَبَس

مہرِ عالمتاب سازی ذرّہ را از چشمِ مہر
اخترِ خالِ رخِ قنبر نُمایِ ماہ چہر
بیفروغ و بخجل پیشِ تو خورشید و سپہر
چیست باقدرت سپہر و کیست بارایِ تو مہر
ان ز قدرت مُستعار و دین ز رایت مُقتَبَس

موجۂ بحرِ کفِ تو لطمہ بر جیحوں زند
ہر گہر خوش خوش زعمہ دُرجِ فلک و بیروں زند
حاتمِ دریا دِلِ اینجا دم رنجشش چوں زند
گردلِ دریا عطایت موج بر گردوں زند
لُجۂ گردوں دران گرداں نماید ہمچو خس

طائرِ ہوش از سرِ رستم پریدی در مصاف
ہیّتِ پیراہنِ عُمرش دریدی در مصاف
برسرش دُلدُل زمرگ اوّل رسیدے در مصاف
صَولتِ بازوت گردستان بدیدی در مصاف
مُرغ روحش بیگُمان از بیم بشکستے قفس

در صفِ ہیجا کہ شیرانِ شجاعت خوئیِ را
تیغ از جوہر نُماید راست برتن موئیِ را
زِہ کند تیرِ نگہہ قوسِ خم ابروئیِ را
اندران میداں کہ مردانِ سعادت جُوئیِ را
از رہِ مروی عنان از دست بر باید فرس

در صفِ ہیجا کہ شیرانِ شجاعت خُوئ را
درمشامِ جاں نسیم از خُلد آرد بوئ را
از تہوّر خلق بیند راست برتن موئ را
اندران میداں کہ مردانِ سعادت جوئ را
ازرہِ مردی عنان از دست برید با فرس

پا بریدہ مرگ در کوئ عروقِ جاں نہد
داغِ سودا برجگرہا در دلی درماں نہد
حیرت آئینہ بہ پیشِ دیدۂ حیراں نہد
نشترِ شمشیرِ شیران روئ در شریاں نہد
چون طبیبِ مرگ گیرد ساعدِ جاں را مجس

روزِ ہیجا یکّہ تازِ موکب کوکب وقار
درِ وغا از بارقِ شمشیرِ بُرّان برق وار
برملا بانیزہ و تیغ و سپر خنجر گذار
از میانِ مشرقِ میداں بر آئ مہر وار
رایتِ نصرت ز پیش و آیتِ دولت زپس

درکفِ دُلدل عنانِ بلقِ لیل و نہار
طرفو گویانِ مَلک لبیک زن پروردگار
چشم بر صف نیزہ در کف تیغ بردوش آشکار
ازمیانِ مشرقِ میداں بر آئی مہر وار
رایت نصرت زپیش و آیتِ دولت زپس

جملہ با تعمیم اگر آنروز ہمدستاں شود
کردہ جاں تسلیم اگر آنروز ہمدستاں شود
بردہ از دل بیم اگر آنروز ہمدستاں شوند
خلقِ ہفت اقلیم اگر آنروز ہمدستاں شوند
از سرِ مروی نہ آرد تابِ میدانِ توکس

زیرِ دستاں فے المثل چوں رُستم ستاں شوند
پہلوانانِ سلف زندہ سرِ میداں شوند
محوِ داروگیر وحش و طیر و انس و جاں شوند
خلقِ ہفت اقلیم اگرانروز ہمدستاں شوند
از سرِ مروی نہ آرد تابِ میدانِ توکس

بازبانِ تیغِ جوہر وار و تیرِ آبدار
وز لبِ سُوفار تیرِ صف شکن خاراگذار
بلکہ با نطقِ فصیحِ قدرتِ پروردگار
صورتے گرد و مجسّم فتح گوید آشکار
لا فتی الا علیؑ لا سیف الا ذوالفقار

شب زسلمانِ تو وضعِ روز بہ دُریافتہ
صُبح از مہرِ ابوذر خلعت و زر یافتہ
ہر زمیں از بوی قنبر مشک و عنبر یافتہ
ای سپہرِ عصمت ازفرِّ تو زیور یافتہ
آفتاب از سایۂ چترِ تو افسر یافتہ

سِرِّ سُبحَانَ الَّذِیْ سِرِ پیمبرؐ یافتہ
رفت بر عرش و تُرا با خود برابر یافتہ
شُقّہٗ عصمت بنام تو ز داور یافتہ
ای سپہر عصمت ازفرِّ تو زیور یافتہ
آفتاب از سایۂ چترِ تو افسر یافتہ

خضر فرمانِ تُرا در بحر و بر در یافتہ
زندگی از نو خضر شاہی سکندر یافتہ
احتیاجِ خود زدرگاہت مقدّر یافتہ
ای سپہر عصمت ازفرِّ تو زیور یافتہ
آفتاب از سایۂ چترِ تو افسر یافتہ

میدود سوئی درت سیماب وار امیدوار
نسخۂ اکسیر مرقوم است در خطِّ غُبار
زیں کرامت کُشتۂ تیغِ حسد شد روزگار
از غُبارِ درگہہِ عرش اِحترامت آشکار
کیمیا گر نسخۂ گوگردِ احمر یافتہ

دستِ قدرت عمر ہا صورت گری بودش عمل
عقد ہر صورت کہ زد قدرت قضایش کرد حل
بست بس نقشِ صور عبشست کمتر بر محل
بر امیدِ مثلِ رویت دستِ نقاشِ ازل
نقشہا بربست لیکن چوتو کمتر یافتہ

ہست در صورت گری نقاشِ قدرت بے بدل
بود یکتا نقش ہم یکتا کشیدہ بر محل
این معمّہ شد ز نقشِ یازدہ معصومؑ حل
بر امیدِ مثلِ رویت دستِ نقاشِ ازل
نقشہا بر بست لیکن چونتو کمتر یافتہ

دست و پا اوّل فلک در بحرِ دانائی زدہ
چون حباب آخر نگوں شُد طبلِ رُسوائی زدہ
ای سرت گردم کہ او تکیہ بیکتائی زدہ
ہر کہ اندر آفرینش لافِ بالائی زدہ
رفعت را ز آفرینش پایہ برتر یافتہ

ہر کہ را از مہرِ تو مہرِ سلیمانؑ داد دست
چون نگیں بر حلقۂ مُہر سلیمانؑ بر نشست
قدرِ بحر و کان و گنج و گوہر وزر در شکست
ہر کہ مہر مہرِ تو بر صفحۂ جان نقش بست
مخزنِ دل را چوکانِ زر تونگر یافتہ

پیشِ بالایت کم از انگشت طوبای جنان
نزد ابرویت بود یکمو هلالِ آسمان
از سراپایت سراپا غرق حیرت شد جهان
هر که دستت را بدریا کرده نسبت بیگمان
رشحهٔ دستِ ترا دُر های اخضر یافته

گر بود موجی ز دریای کفِ جُودت روان
غرق گردد هفت کشکولِ فقیرِ آسمان
نیست جز دست دُر افشانت محیطِ بیکران
هر که دستت را بدریا کرده نسبت بیگمان
رشحهٔ دستِ ترا دُر های اخضر یافته

مرغِ زرّینِ فلک از حدِّ اوجش ماند باز
شد نهان دربالِ او چون بیضه چرخِ مکر باز
عذرِ بی بالِ پری بنموده هر سیمرغ و باز
بازِ قدرت هر کجا بالِ جلالت کرده باز
طائرانِ سدره را در زیر شهپر یافته

وقتِ زر افشانِ خورشید کفِ ایثارِ تو
وقتِ بذلِ فیضِ ابرِ رحمتِ مدرارِ تو
وقتِ موج دستِ جودِ قُلزمِ زَخّار تو
روزِ فتحؐ الباب ابرِ دستِ دریا بارِ تو
نسرِ طائر زا فلک چون بط شناور یافتہ

نوحؑ را نوحہ ز طوفانِ کفِ ایثار تو
یونسؑ اندر بطنِ ماہی کاشفِ اسرار تو
حرص را دامن پُر دُرباریٔ دربار تو
روزِ فتحؐ الباب ابر دستِ دریا بارِ تو
نسرِ طائر زا فلک چون بط شناور یافتہ

کشتِ اُمّید آنکہ ز ابرِ رحمت بر داشتہ
آنکہ بردرگاہِ تو با آرزو سر داشتہ
حلقہ سان چشمِ اَمل ہرکس بران در داشتہ
ہرکہ دستِ حاجتی بر جودِ تو برداشتہ
تا قیامت دستِ خودرا حاجت آوریافتہ

آنکه چشمی بردرت چون حلقهٔ درداشته
پا چو ابروِ بر جبینِ هر تونگر داشته
آنکه شُد محتاجِ تو هرتاج برسر داشته
هر که دستِ حاجتی بر جودِ تو برداشته
تاقیامت دستِ خودرا حاجت آور یافته

خویش را هرکس شناسد خوب و پیغمبرؐ تُرا
زورِ دستِ خود همه دانند حق بهتر تُرا
گویم از رویِ لقب گر ساقیِ کوثر تُرا
ساقیِ کوثر نچندان مدح باشد مر تُرا
ای ز تو دریایِ فطرت کانِ گوہر یافته

کرد وصفِ گوہرِ پاکِ تو گو آں سالہا
داد از کوثر نشان و زابِ حیواں سالہا
ماند ازیں مدحت گری آخر پشیماں سالہا
با صفایِ گوہرِ پاکِ تو رضواں سالہا
خاکِ خجلت بر جبینِ آبِ کوثر یافته

دُر فشاں گردید در مدحِ تو نیساں سالہا
غرقِ فکرِ گوہرت مانند آبِ حیواں سالہا
ماہِ نو از نورِ تو سردر گریباں سالہا
باصفائ گوہرِ پاکِ تو رضواں سالہا
خاکِ خجلت بر جبینِ آبِ کوثر یافتہ

از نبیؐ بہرِ تو یزدان زورِ بازو داشتہ
وزجمالِ پاکِ زہراؑ زیبِ پہلو داشتہ
بہرِ رزم و بزمِ تو شمشیر و بانو داشتہ
با خُدا و مصطفٰیؐ را بتو یکرو داشتہ
از خُدا و مصطفٰیؐ شمشیر و دُختر یافتہ

گر نمیکردی تُرا از نخلِ عالم حق طلب
ور نبودی از نخلِ دہر مقصود این رُطب
بی تامل عقلِ کُل ایں حرف ناوردی بلب
گر نبودی ذاتِ پاکت آفرینش را سبب
تا ابد حواؑ سترون بودی و آدمؑ عذب

حق برایِ خدمتِ تو ای شہِؐ والا حسب
خاک را آدم نموده داد ہر علم و ادب
ازنو قایم شد ہمہ نسل و ہمہ نام و نسب
گر نبودی ذاتِ پاکت آفرینش را سبب
تا ابد حواؑ سترون بودی و آدمؑ عذب

ای ز بعدِ مصطفیٰؐ برجا نشانِ مُصطفیٰؐ
مُصحفِ روئے تو ہر آیہ بشانِ مُصطفیٰؐ
ای بعظمت حُرمتِ خاطر نشانِ مُصطفیٰؐ
ای مُعظّم کعبہَ اصل از بیانِ مُصطفیٰؐ
قبلہَ دُنیا و دین جان و جہانِ مُصطفیٰؐ

ای بخال و خطِ تو نام و نشانِ مُصطفیٰؐ
مُصحفِ روئے تو نازل شد بشانِ مُصطفیٰؐ
موجِ زمزم در ثنایِ توزبانِ مُصطفیٰؐ
ای مُعظّم کعبہَ اصل از بیانِ مُصطفیٰؐ
قبلہَ دُنیا و دین جان و جہانِ مُصطفیٰؐ

ای کہ ہستی از ازل تاب و توانِ مُصطفیٰؐ
جسم تو جسمِ نبیؐ جانِ تو جانِ مُصطفیٰؐ
در ثنای تو بود ہر داستانِ مُصطفیٰؐ
ای مُعظّم کعبہؑ اصل از بیانِ مُصطفیٰؐ
قبلہؑ دُنیا و دین جان و جہانِ مُصطفیٰؐ

مُصطفیٰؐ بنہاد تا اندر دہانِ تو زبان
دردہانِ تو زبانِ مُصطفیٰؐ شد حکمران
دُرجِ یاقوتِ تو لبریزِ جواہر و شد ازان
از نُقودِ گوہرِ معنی لبالب شد دہان
تانہادی لب بصورت بر دہانِ مُصطفیٰؐ

با پیمبرؐ مُتّحد ہستی میانِ مردمان
چون دوچشم و یک نگاہ و چون دولعل و یک و بیان
شُد بدرجِ لعلِ تو طوطیِ سَدرہ دُر فشان
از نُقودِ گوہر معنی لبالب شد دہان
تانہادی لب بصورت بر دہانِ مُصطفیٰؐ

تازبانت بازبانِ مُصطفیؐ شد یکزبان
کِلکِ قدرت گشت بہرِ سرنوشتِ انس وجان
چون دُردندان کہ دَر دُرج دہن باشد نہان
از نُقودِ گوہر معنی لبالب شد دہان
تانہادی لب بصورت بر دہانِ مُصطفیؐ

جای احمدؐ خواست ہر نامستحق بُوالہوس
برمقامِ مُصطفےؐ جز تو کہ راشد دسترس
خویشی تو با پیمبرؐ شاہدِ حق است و بس
ای باستحقاق بعد از مُصطفےؐ غیر از توکس
تانہادہ پای تمکین برمکانِ مُصطفےؐ

کی سُلیمانؑ شد بغصب مُہر دیوِ بُوالہوس
کاذب و صادق مثالِ صُبح باشد پیش بس
نیست امیر نحل گو بر تخت پیشد مگس
ای باستحقاق بعد از مُصطفےؐ غیر از توکس
تانہادہ پای تمکین برمکانِ مُصطفےؐ

سجدہ گاہِ زُمرۂ گردن کشان محراب آن
خاطفِ ابصار چون برقِ جہندہ تاب آن
چشمہ ہا جاری بہ باغِ دینِ حق از آبِ آن
تیغت آن ابریست دریا دل کہ فتحُ الباب آن
تازہ دارد زابِ نصرت بوستانِ مصطفیٰؐ

سرنوشتِ کج نہاداں سجدۂ محراب ِآن
برق و آتش ہردو طفلِ خانہ زادِ تابِ آن
غُنچۂ دینِ خدا گُل گُل شگفت از آبِ آن
تیغت آن ابر یست دریا دل کہ فتحُ الباب آن
تازہ دارد زابِ نصرت بوستانِ مصطفیٰؐ

آیۃ اِنّا فَتَحنَا نقش بر محرابِ او
آفتابِ عید طفلِ خانہ زادِ تابِ او
باغِ دین را تحتہَا الانہار موجِ آب او
تیغت آن ابریست دریا دل کہ فتحُ الباب او
تازہ دارد زابِ نصرت بوستانِ مصطفیٰؐ

هفت دوزخ یک شرارِ تابِ عالمتابِ او
ناگهانی مرگ زیرِ قبضهٔ نایابِ او
ماهیِ دریایِ دیں را زندگی از آبِ او
تیغت آن ابریست دریا دل که فتحُ الباب او
تازه دارد زابِ نصرت بوستانِ مصطفیٰؐ

رشته بر رشته سپهرِ چرخ زن از مهر بافت
رَخت تو بهرِ قمر از تار و پُود نور بافت
شمس را در جیبِ رویت خال وش تاریک بافت
تا که عرشِ شرع زو پُر نور شد هرگز نتافت
از تو روشن ترمهی بر آسمانِ مصطفیٰؐ

از مهِ نو مصطفیٰؐ قُرصِ مه کامل شگافت
شدازین روشن که پیشِ رویِ تو هیچش نیافت
ای ز نور ظلمتِ بدعت بجایِ خود شتافت
تا که عرشِ شرع زو پُر نور شد هرگز نتافت
از تو روشن ترمهی بر آسمانِ مصطفیٰؐ

زاہدانِ مہر ومہ سُودہ بدرگاہت جباہ
ای جبینِ روز و شب درِ سجدہ ات شام و پگاہ
ای حریمِ کوی تو ہر رہ روے را سجدہ گاہ
رہ روانِ عالمِ تحقیق را نابودہ راہ
بی زمیں بوسِ درت بر آستانِ مصطفیٰؐ

عالمِ تحقیق باشد علمِ حق بی اشتباہ
تو در شہری و شہرِ علمِ محبوبِ اِلٰہ
در بود اوّل زِ شہرای کشورِ ایمان پناہ
رَہروانِ عالمِ تحقیق را نابودہ راہ
بی زمیں بوسِ درت بر آستانِ مصطفیٰؐ

تا بمدحِ تو شہا لب در سُخن وا کردہ ام
طوطیِ شکّر شکن را باز گویا کردہ ام
مُردہ اَحیَا کردہ ام کارِ مسیحا کردہ ام
گرچہ در عالم باقبالِ تو شاہا کردہ ام
آنچہ حسّان کرد روزی درزمانِ مصطفیٰؐ

حدِّ من گوتا بمدحِ تو بہ آرایم سُخن
ای عجب سر رشتۂ مدحِ تو در دستِ من
برتری از حرفِ مدح و من بمدحت حرف زن
لافِ مدّاحی در این حضرت نمی یارم زدن
ای ثنا خوانِ تو ایزد از زبانِ مصطفیؐ

کس نخواند غیرِ تو تحریرِ پیشانی کہ چیست
بی بیانِ رازیابی رازِ پنہانی کہ چیست
چون نگفتہ دانی و ننوشتہ میخوانی کہ چیست
عرضِ حاجت برتو حاجت نیست میدانی کہ چیست
حالِ اخلاصِ من اندر خاندانِ مصطفیؐ

یا علیؑ بُغضِ تو مرگِ بدتر و حُبِّ تو زیست
ہر کہ شُد بدخواہِ تو شُومی بحال اوگریست
از برایِ مخلصان حاجت روا غیر از تو کیست
عرضِ حاجت برتو حاجتِ نیست میدانی کہ چیست
حالِ اخلاصِ من اندر خاندانِ مصطفیؐ

سرحدِ فعلِ قدر درگار گہہ تا ممکن است
کارِ قدرت را در افعالِ قضا با ممکن است
ہرچہ باشد درجہان ناممکن و با ممکن است
رفعتِ بالای امکان صورتِ ناممکن است
در بود ممکن بود قدر و توانِ مصطفیٰ

ای بچشمت آشکارا آنچہ سرِّ باطن است
وی بفرمانت زمین سیّار و گردوں ساکن است
مدحِ تو واجب بداند ہر کہ مردِ مومن است
رفعتِ بالای امکان صورتِ ناممکن است
در بود ممکن بود قدر و توانِ مصطفیٰ

پنجۂ زورِ تو بازوی زبردستاں شکست
ہر زبردستِ جہاں در جنبِ زورت زیرِ دست
ای ثنا خوانِ تو باہم شیعانِ حق پرست
رفعتِ بالای امکان صورتِ ناممکن است
در بود ممکن بود قدر و توانِ مصطفیٰ

آہِ دل از دستِ حاجت مُرد لطفی کن مرا
ہر کُجا چون مُردہ حاجت بُرد لطفی کن مرا
در کفِ حاجت دلم بسپرد لطفی کن مرا
منّتِ خلقم بجان آورد لطفی کن مرا
وارہان از منّتِ خلقم بجانِ مصطفےٰؐ

پیشِ دونان فکرِ نان آورد لطفی کن شہا
بیکسی در ناکسان آورد لطفی کن شہا
جان بلب شرمِ جہاں آورد لطفی کن شہا
منّتِ خلقم بجان آورد لطفی کن مرا
وارہان از منّتِ خلقم بجانِ مصطفےٰؐ

عذر تقصیر از من و آمرزش از تو خوشنما
دستِ خالی از من و نقدِ عنایت از شما
بے حمیّت نیستم ای حامی ہر دوسرا
منّتِ خلقم بجان آورد لطفی کن مرا
وارہان از منّتِ خلقم بجانِ مصطفےٰؐ

دل به ناکامی نشیند چند در پهلوئ من
دیدنِ روئے تو هم خوئ دل وهم خوئ من
روئ جانم سوئے تو سر برسرِ زانوئے من
روی رحمت بر متاب ای کامِ جان ازروئے من
حرمتِ جانِ پیمبرؐ یک نظر کن سوئے من

نامرادی برسرِو سربه سرِ زانوئے من
آرزو در دل طپاں و دل طپاں پهلوئے من
هیچ با شد هیچ بی لطفِ تو جست و جوئِ من
روئے رحمت بر متاب اے کامِ جان ازروئے من
حرمتِ جانِ پیمبرؐ یک نظر کن سوئے من

مصحف از فصلِ تو آیت یا امیرُالمومنینؑ
یافت رفعت از تو رایت یا امیرُالمومنینؑ
وحی آمد از برایت یا امیرُالمومنینؑ
ای ستوده مر خدایت یا امیرُالمومنینؑ
خوانده نفسِ مصطفایتؐ یا امیرُالمومنینؑ

فرض بر دلہا ولایت یا امیرُالمومنینؑ
جان و ایمانم فدایت یا امیرُالمومنینؑ
ہست وصفِ بے نہایت یا امیرُالمومنینؑ
ای ستو دہ مر خدایت یا امیرُالمومنینؑ
خواندہ نفسِ مصطفایتؐ یا امیرُالمومنینؑ

تاجِ شاہاں نقشِ پایت یا امیرُالمومنینؑ
کشورِ ایماں ولایت یا امیرُالمومنینؑ
نیست حدِّ ما ثنایت یا امیرُالمومنینؑ
ای ستو دہ مر خدایت یا امیرُالمومنینؑ
خواندہ نفسِ مصطفایتؐ یاامیرُالمومنینؑ

ہل اتی شرحِ عطایت یا امیرُالمومنینؑ
لافتا مدحِ وِغایت یا امیرُالمومنینؑ
بندۂ عاجز در ثنایت یا امیرُالمومنینؑ
ای ستو دہ مر خدایت یا امیرُالمومنینؑ
خواندہ نفسِ مصطفایتؐ یا امیرُالمومنین

شاه بازانِ جهان را کرد پرها زیرِ حکم
وه دلاں را ساخت بازوٗ و جگرها زیرِ حکم
چون درِ خیبر نموده شهر و درها زیرِ حکم
سرکشانِ دهر را آورده سرها زیرِ حکم
بازویِ خیبر کشایت یا امیرُالمومنین

نُه کتابِ آسمان یک آیه از آیاتِ تو
نفیِ باطل حق نمود از مصدرِ اثباتِ تو
ای خوشا ذات و صفات و صحبت و اوقات تو
از زبانِ خلق برناید صفاتِ ذاتِ تو
در بر آید که بود غیر از لسانِ مصطفیٰؐ

چون سخن هر دم زبانت را مسیحا زیرِ حکم
کردیک موجِ حُسامت هفت دریا زیرِ حکم
هردو پایت راچو موزه پست و بالا زیرِ حکم
سرکشانِ دهر را آورده سرها زیرِ حکم
بازوی خیبر کشایت یا امیرُالمومنینؑ

ماه و ماهی چشم را نحوِ تصوّر ساختند
مُردمِ آبی ازین بخشش تحیّر ساختند
ابرو باران همه طبق لبریز از دُر ساختند
خازنانِ کان و دریا کیسه ها پُر ساختند
زورِ بازارِ سخایت یا امیرُالمؤمنین

ماہیاں تا ماہ بیر قبهای موج افراختند
طبلِ عشرت از حبابِ آبجو بنواختند
خاز و خس از کان و دریا دور تر انداختند
خازنانِ کان و دریا کیسه ها پُر ساختند
زورِ بازارِ سخایت یا امیرُالمؤمنین

ذرّه راز رنجشی تو معدنِ زر میکند
قطره را ز ریزیت صدکانِ گوهر میکند
مثلِ شبنم شرمِ فیضتِ مهر را تر میکند
بسکه لعل اندر دلِ کاں خاک برسر میکند
از دلِ دریا عطایت یا امیرُالمؤمنین

بر درِ عرش آستانت جبهه سایِ میکنم
چوں سلاطینِ سلف بخت آمائی میکنم
لطفِ تو گفتا که ما مُشکل گشای میکنم
ماہمه از درگہہِ لُطفت گدائی میکنم
ای ہمه شاہاں گدایت یا امیرُالمومنینؑ

ای بخلقت دل شگفته طبع خوش ہستی زیاد
بُلبل و گُل باغ باغ و قُمری و شمشاد شاد
صبح دم ہر غنچه گوید با ہزاراں اعتقاد
از نسیمِ بادِ نوروزی نشاید کرد یاد
بوئِ خُلق جان فزایت یا امیرُالمومنینؑ

کرد اگر احیائ مُیّت عیسیٰ روشن نفس
بی دمَت در سینه دم میداشت چون نے محتبس
مُستعار از معجزِ تو معجز بسیار کس
اُنچه عیسیٰ از نفس میکرد رمزی بود و بس
از لبِ مُعجز نمایت یا امیرُالمومنینؑ

چشمِ تو مُہرِ سُلیمانرا عطا فرمود و بس
خضر را چاہِ زنخدانت حیات افروز و بس
درکفِ موسیٰ ید بیضا زُخت بنمود و بس
انچہ عیسیٰ از نفس میکرد رمزی بود و بس
از لب معجز نمایت یا امیرُالمومنینؑ

عاجزِ بیچارہ کارِ حق قادر کی کند
صبر از دل ہوش از سر رفتہ حاضر کے کند
آری آری بندہ سرِّ اللہ ظاہر کی کند
خاطرِ ہمچومنِ شوریدہ خاطر کی کند
وصفِ ذاتِ کبریایت یا امیرُالمومنینؑ

عجزہا در وادیِ اوصافِ تو ہر شی کند
خوشین را گم درین رہ عقلِ فرّخ پَی کند
خضرِ شاید رفتہ رفتہ ایں بیابان طی کند
خاطرِ ہمچومنِ شوریدہ خاطر کی کند
وصفِ ذاتِ کبریایت یا امیرُالمومنینؑ

اوجِ قدرت زینۂ ادراک را لاشئ کند
عذر از صدرہ مقیمِ سدرہ پی در پی کند
صاحبِ معراج می باید کہ این رہ طی کند
خاطرِ ہمچومنِ شوریدہ خاطر کی کند
وصفِ ذاتِ کبریایت یا امیرُ المومنینؑ

زینہ در زینہ برفعت گر چہ او بسیر دہ راہ
آخر از پایِ مرادش برہمی ہا خوردہ راہ
بر عبث در قطعِ ابعاوش بدل آزردہ راہ
باہمہ بالا نشینی عقلِ کُل نابُردہ راہ
زیرِ شادروانِ رایت یا امیرُ المومنینؑ

روئے تو روئے جلالِ داورِ قدرت پناہ
رائے حق آرایِ تو آئینہ کہنہ الٰہ
باکہ بر خاکِ نشیب افتادہ ام چون آبِ چاہ
باہمہ بالا نشینی عقلِ کُل نا بُردہ راہ
زیرِ شادروانِ رایت یا امیرُ المومنینؑ

بر مقاماتِ تو فکرِ جزو کُل تا بُردہ راہ
در ریاضِ تو نسیم و بوئے گُل تا بُردہ راہ
مثلِ معراجِ شہنشاہِ رُسُل تا بُردہ راہ
باہمہ بالا نشینی عقلِ کُل تا بُردہ راہ
زیرِ شادروانِ رایت یا امیرُ المومنینؑ

باہمہ اسرار بینی عقلِ کُل تا بُردہ راہ
باہمہ رفعت گزینی عقلِ کُل تا بُردہ راہ
بے گمانِ بیشک یقینی عقلِ کُل تا بُردہ راہ
باہمہ بالا نشینی عقلِ کُل تا بُردہ راہ
زیرِ شادروانِ رایت یا امیرُ المومنینؑ

بارہا جبرئیل از بالا بہ بالا بُردہ راہ
ہر کُجا با شمعِ رایِ عالم آرا بُردہ راہ
تا مقامِ خاصِ وحیِ حق تعالیٰ بُردہ راہ
باہمہ بالا نشینی عقلِ کُل تا بُردہ راہ
زیرِ شادروانِ رایت یا امیرُ المومنینؑ

شوکت بگرفت زیرِ حکم ماہی تا بہ ماہ
بہرہ مند از دولتِ تو ہر گدا و بادشاہ
یَعلم اللہ وصفِ تو دشوار با شد حق گواہ
اُنچہ تو شائستۂ آنی ز رویٔ عزّ و جاہ
کس نداند جُز خُدایت یا امیرُالمومنینؑ

شاہِ مرداں مردِ میدانی ز رویٔ عزّ و جاہ
فخرِ عقلِ اوّل و ثانی ز رویٔ عزّ و جاہ
خویش را ہم خود نمی دانی ز رویٔ عزّ و جاہ
اُنچہ تو شایستۂ آنی ز رویٔ عزّ و جاہ
کس نداند جُز خدایت یا امیرُالمومنینؑ

ای ز رویٔ عزّ و جاہت آبرویٔ عزّ و جاہ
نقشِ پایت چشمہ از بہرِ وُضویِ عزّ و جاہ
مختصر کردم برین ہر گفتگوی عزّ و جاہ
اُنچہ تو شایستۂ آنی ز رویٔ عزّ و جاہ
کس نداند جُز خدایت یا امیرُالمومنینؑ

ذاتِ والایت محیطِ اعظم وما خار و خس
تو محیط و ما حباب و زندگانی یک نفس
میزند مُہرِ ادب بر نطقِ عقلِ بُوالہوس
مدح گر شایستۂ ذاتِ تو باید گفت بس
کیست تا گوید ثنایت یا امیرُ المومنینؑ

قابلِ معبودیت گشتہ نُصیرِ بُوالہوس
گفت غالی خُلق و رزق السبت الفریاد رس
مختلف زینگونہ باشد مذہب بسیار کس
مدح گر شایستۂ ذاتِ تو باید گفت بس
کیست تا گوید ثنایت یا امیرُ المومنینؑ

جُز خُدا و مُصطفےٰ قدرت نداند ہیچکس
عقلِ کُل را نیست بر جُزو ثنایت دست رس
حسبِ فہمِ خود کند ہریک بوصفِ تو ہوس
مدح گر شایستۂ ذاتِ تو باید گفت بس
کیست تا گوید ثنایت یا امیرُ المومنینؑ

مہر و مہ را نیست غیر از چرخ ماوای دگر
سدرہ بالا تر پئے جبرئیل ملجائے دگر
بندہ را از غیب شد الہام و القای دگر
گربدی بالاتراز عرشِ برین جای دگر
گفتمے کان جاست جایت یا امیرُالمومنین

عرش و کرسی مرتفع یکپای از پائے دگر
زین و منزل نیست بالا ہیچ ملجاے دگر
بہرِ تو دارم تلاشِ قصرِ زیبای دگر
گر بدی بالاتراز عرشِ بریں جای دگر
گفتمے کان جاست جایت یا امیرُالمومنین

ای بحدِ اوجِ تو روحُ القُدس بی بال و پر
عرشیاں را لا مکاں باشد مکانت در نظر
عرشِ اعلیٰ ہم ندارد از مقامِ تو خبر
گربدی بالاتراز عرشِ بریں جای دگر
گفتمے کان جاست جایت یا امیرُالمومنین

برندارد بختیِ پیرِ فلک بارِ تُرا
قوّتِ پشّہ چہ داند وزنِ کُہسارِ تُرا
ناخنِ عقلِ مَلک نکشود اسرارِ تُرا
فہمِ انسانی چہ داند عزّتِ کارِ تُرا
کآفرینش بر نتابد بارِ مقدارِ تُرا

رسمِ خطِّ ہفت جدول خاصہِ شانِ شُماست
آنچہ درامکانِ قدرت آں با امکانِ شُماست
خامہٗ تقدیر کلکہ از قلمدانِ شُماست
آنکہ فرمانِ قضا موقوفِ فرمانِ شُماست
دورِ دورانِ فلک دورِ ز دورانِ شُماست

بیتُ الاجرایِ خطِ تقدیرِ ایوانِ شُماست
واجبُ العرضِ دوعالم در قلمدانِ شُماست
بیضِ و تبلیغ عُہدۂ کِلکِ زر افشانِ شُماست
آنکہ فرمانِ قضا موقوفِ فرمانِ شُماست
دورِ دورانِ فلک دورِ ز دورانِ شُماست

از ازل مطلوبِ حق افزایش شانِ شماست
تا ابد هر کارِ ناممکن با امکانِ شماست
امر و نہی کبریا گویا زبان دانِ شماست
آنکہ فرمانِ قضا موقوفِ فرمانِ شماست
دورِ دورانِ فلک دورِ ز دورانِ شماست

روز و شب دفتر کشای جود و احسانِ شماست
دین و دنیا را سند از دالِ دیوانِ شماست
مُہرِ الله و پیمبرؐ در قلمدانِ شماست
آنکہ فرمانِ قضا موقوفِ فرمانِ شماست
دورِ دورانِ فلک دورِ ز دورانِ شماست

مُردہ را طغرای جاں بخشی بدیوانِ شماست
زِندہ رابرسر چو عرضی مدِ احسانِ شماست
توبہ توبہ این سخن کہ لایقِ شانِ شماست
آنکہ فرمانِ قضا موقوفِ فرمانِ شماست
دورِ دورانِ فلک دورِ ز دورانِ شماست

برسرِ آیاتِ قرآن مدِ احسانِ شُماست
انتظامِ دفترِ امکاں بدیوانِ شُماست
ہر خطِ تقدیر جاری از قلمدانِ شُماست
آنکہ فرمانِ قضا موقوفِ فرمانِ شُماست
دورِ دورانِ فلک دورِ ز دورانِ شُماست

شمسِ تابان شمعہِ پُر نور ایوانِ شُماست
ہم عُطارد بخشی و برجیس دیوانِ شُماست
در بغل تقدیر را دایم قلمدانِ شُماست
آنکہ فرمانِ قضا موقوفِ فرمانِ شُماست
دورِ دورانِ فلک دورِ ز دورانِ شُماست

نامِ شاہی خانہ زادِ مُہرِ سلمانِ شُماست
بر سُلیمان بندۂ الطاف و احسانِ شُماست
گوش وا تقدیر بر لعلِ دُر افشانِ شُماست
آنکہ فرمانِ قضا موقوفِ فرمانِ شُماست
دورِ دورانِ فلک دورِ ز دورانِ شُماست

تاج بر سر شش جهت ازپایهٔ اجلال اوست
مُہ قبای چرخ از انوارِ مالا مال اوست
ماهِ نو را جیب چاک از خجلتِ تمثال اوست
آفتابی کاسمان در سایهٔ اقبالِ اوست
پرتوے از لمعہِ گوی گریبانِ شماست

خانهٔ دنیا منوّر خانهٔ دیں روشن است
روشنست آن از شماو نیز هم این روشن است
هر دو عالم از شما بازیب و تزئین روشنست
اُنچه گردوں را بد و چشمِ جهاں بین روشن است
جُزو و قُرصی نیست آنهم فضلهِ خُوانِ شماست

مرجع لفظِ ضمیرت معنی وحی خداست
در دہانت از ازل گویا زبانِ کبریاست
بی نفاذِ حُکمِ توہر دُر بدُرجِ التواست
گوہری کاندر ضمیرِ کانِ امکانِ قضاست

گنبدِ گردانِ این گردوں بخاری بیش نیست
عقدِ ترکیبِ عناصر اعتباری بیش نیست
خطِّ مقدارِ زمان ہم کہنہ باری بیش نیست
آنچہ ازوی عالمِ امکاں غباری بیش نیست
صورتی دہ چندِ آن رُکنی ز ارکانِ شماست

ای بجمعِ علمِ تصدیق و تصوّر بے عدیل
انبیا را ہم رفیق و مُرسلاں را ہم کفیل
صاحبِ دیوانِ وحیِ حضرتِ ربِّ جلیل
پیرِ مکتب خانۂ ابداع یعنی جبرئیل
باہمہ ذہن و ذُکا طفلِ دبستانِ شماست

اوجِ قدرت را اگر اندازہ باگردوں کنم
دیدہٗ و دانستہ با اعلیٰ مثالِ دوں کنم
گرچہ پیدا در بیانِ عظمتِ مضموں کنم
نسبتِ ذاتِ ترا با اوجِ گردون چوں کنم
زانکہ اوجِ او حضیضِ قدرِ دربانِ شماست

دفتر دین از ولایت اولیا را آیتی ست
ہر صحیفہ از ثنایت انبیاً را آیتی ست
نامِ پاکت بندہ گانِ با وفارا آیتی ست
ہر کُجا درِ مجمع قُران خدارا آیتی ست
از کمالِ فضل و رحمت خاص در شانِ شماست

بامِ قصرِ رفعتت دارد فضاً دلفزا
گنبدِ گرداں بود در صحنِ آں گُردَل نما
دانۂ انجم کُجا و اوجِ منقارش کُجا
قُبّۂ نُہہ چرخ را چون دانہ بر چیند زجا
مُرغِ تعظیمی کہ آن برباِم ایوانِ شماست

ہر دو پر جبرئیل و میکائیل پُرنگاہش قضا
مُطّلع از حدِّ پروازش فقط علمِ خُدا
کہکشاں را می برو از چرخ مثلِ کہربا
قُبّۂ نُہہ چرخ را چون دانہ بر چیند زجا
مُرغِ تعظیمی کہ آن برباِم ایوانِ شماست

چون دبیرِ خستہ ہند ز تو دور اے دین پناہ
گوش بر آوازِ لبیک تو برلب شورِ آہ
چشمِ تر بر راہ و از تقصیرِ خدمت و عذر خواہ
بندۂ بیچارہ کاشیؔ از دل و جان سال و ماہ
روز و شب در خطّۂ آمل ثنا خوانِ شماست

ای بامدادِ تو ہر افتادہ از پا سرفراز
وی درِ فیضت بروئِ ما چو بابِ صبح باز
مثلِ آن زاہد کہ میساید جبیں بر جانماز
بر درِ دولت سرایت روئ برخاکِ نیاز
بادلِ پُر درد بر امّیدِ درمانِ شماست

حیف لب بر لب نہادن دل پریشاں داشتن
خونِ صحّت کردن وامّیدِ غُفراں داشتن
ممکن است از نیک و بد پوشیدہ عصیاں داشتن
دردِ پنہاں پیشِ درماں چند نتواں داشتن
عاقلی نبود درمان دردِ پنہاں داشتن

سخت دشوارست با ایں دردِ دل و جاں داشتن
جان پہ تن زین درد مشکل ہست آساں داشتن
سخت تر آید بدلِ این داشتن آں داشتن
دردِ پنہان پیش درمان چند بتواں داشتن
عاقلی نبود درمان درد پنہاں داشتن

گر نبودی درمیانش پایۂ تولیدِ امامؑ
سر بسوی کعبہ با سجدہ نکردی التیام
زمزم و کعبہ ز آب و خاکش افزود احترام
تا نجف شُد آفتابِ دین و دُنیا را مقام
خاکِ اُو دارد شرف بر زمزم و بیت الحرام

کعبہ از رشکِ نجف رختِ سیہ پوشد مدام
میزند سنگ از حجر بر سینہ تا روزِ قیام
آید از بہرِ سلامِ آن زمین دارُالسّلام
تا نجف شُد آفتابِ دین و دُنیا را مقام
خاکِ اُو دارد شرف بر زمزم و بیت الحرام

کارگاہِ قدرتِ حیِّ قدیر است ایں زمین
سنگِ راہش گوہر و گوہر سرِ روح الامین
مثلِ سبزہ از برایِ سجدہ میروید جبین
کعبۂ اصل است بے شک نزد اربابِ یقین
زانکہ دارد عُروۂ الوثقایِ دیں در وی مقام

بود صاحب خانۂ کعبہ شۂ دنیا و دین
ہر مکانی را بود بنیادِ رونق از مکین
ان مکینِ کعبہ اکنون در نجف شد جاگزین
کعبۂ اصل است بے شک نزد اربابِ یقین
زانکہ دارد عُروۂ الوثقایِ دیں در وی مقام

نو بہارِ بوستانِ دیں امیرُ المومنینؑ
باغِ دین و باغبانِ دیں امیرُ المومنینؑ
شمعِ راہِ کاروانِ دیں امیرُ المومنینؑ
آفتابِ آسمانِ دیں امیرُ المومنینؑ
والیِ مُلکِ ولایت حاکمِ دارُ السّلام

از غدیرِ خُم مۓ تکمیلِ دیں درجامِ وی
در ثنایش بود ہم آغاز و ہم انجامِ وی
از خُدا با گوشِ خود شنوندۂ پیغامِ حق
مُبطلِ بنیادِ بدعت مُفتیِ احکام حق
حاکمِ دین و شریعت دافعِ کُفر وظلام

سایہ لُطفِ لطیفت درتنِ عالم چوجان
قالبِ عالم بجانِ سایہ ات دارد امان
حاشا لِللّٰہ فی زمین قایم شدے فی آسمان
سایۂ لطفت بمعنی گر نبودی در جہان
صُورتی بودی جہاں از روۓ معنی نا تمام

از ازل زیرِ نگینت کشور و تاج و کلاہ
تخت بخت و مال و عمر و نوبت وطبل و سپاہ
پُشت تو مُہرِ نبوّت را بود پُشت و پناہ
ای سریرِ سرورے آوردہ از جاہِ تو جاہ
وی جہانِ آفرینش بُردہ از نامِ تو نام

ای با ابرِ دستِ فیّاضِ تو دریایم نم
برکفِ دریا عطایت قطرۂ بیقدر یم
آفتاب و ذرّہ سَنجد وزنِ قدر تو بہم
برسریر احترامت آفتاب از ذرّہ کم
بر زمینِ احتشامت ذرّہ خورشید احترام

ای کُلاہِ سروری دایم سرِ سروِ قدت
سجدہ گاہِ افسرانِ دین و دنیا مولدت
مینماید عرش چون گردوں طوافِ مرقدت
باشکوہِ شقۂ دستار و رُکنِ مسندت
تاجِ جمشیدی چہ و تختِ سُلیمانی کدام

آنکہ فرمانش بر انسان و نبی جاں میرود
یا سریرش بر ہوا با شوکت و شاں میرود
از طُفیلِ صیغۂ تصغیرِ سلماں میرود
اُنچہ در تعظیم و تمکینِ سُلیماں میرود
اندکی بود آنہم از تعظیمِ سلماں تووام

با تقدُّس در گذشتی از مَلک درِ اصطفا
خواند در تزیلِ عینِ مصطفیٰؐ خالق تُرا
گرچہ ہستی از نبی آدمؑ ولی ای مقتدا
نسبتت با سایرِ انسان خطا باشد خطا
گوہرِ پاکیزہ جوہر راچہ نسبت با رُحام

عقلِ کُل در جوہر است آمیخۂ معنی نُما
بست از تمثالِ عالم نقشِ ہر صورت جُدا
نقشِ تمثالِ تو نامد غیر روے مصطفیٰؐ
مثلِ تو چون مصطفیٰؐ صُورت نہ بندد عقل را
معنیِ ایمانِ با ایں است روشن و السّلام

ہست تدبیرِ تو تقدیرِ ازل را راہنما
کارکن بگرفت ازان اندازۂ آب و ہوا
آسماں مثلِ کماں در دستِ تو صبح مَسا
پیروِ تدبیرِ تو پیوستہ تقدیرِ قضا
نہ نہداز رُوئے ادب بیرون ز فرمانِ تو گام

پاک ذیلِ قدسِ شان از لوثِ رجسِ ما و طین
برور آں قبہ با دربانِ جنت ہمنشین
از صریرِ در بفتحِ بابِ آن قصرِ مُبین
زایرانِ روضہ ات رابرو ز خُلدِ برین
میرسد آوازِ طِبتُم فادخُلوُہا خالِدین

استجب عنّی دُعائی یا امیرالمومنینْ
لِلحُسَینِ ارْحَم علَینا یا اِمامَ المتّقین
ای خُوشا طالع کہ باشد زایرت این کمترین
زایرانِ روضہ ات رابرو ز خُلد برین
میرسد آوازِ طِبتُم فادخُلوُہا خالِدین

# مخمسات

(۲۰)

۱

السّلام اے بارگاہت قبلۂ دنیا و دین
پائی بوسِ آستانت آسماں مثلِ زمین
چون اذان ہر صبح گوید عیسیٰ گردوں نشین
السّلام اے ذرّۂ خاکِ درت مہرِ مبین
پایۂ قصرِ جلالت کرسی و عرش برین

۲

گر بہ بنید نور طورِ قصرِ شاہِؔ مومنین
از حیا موسیٰ یدِ بیضا کند در آستین
صبح صادق دم زند ہر صبح با صدق و یقین
السّلام اے ذرّۂ خاکِ درت مہرِ مبین
پایۂ قصرِ جلالت کرسی و عرش برین

۳

السّلام اے فرش ایوانت پرِ روح الامین
در حریمت سہو گردد خلد چون شک و یقین
اے بجز اگاہ تو ہفت آسمان سر بر زمین
السّلام اے ذرّۂ خاکِ درت مہرِ مبین
پایۂ قصرِ جلالت کرسی و عرش برین

۴

در حریمت گم شود فردوس چوں شک در یقین

چرخِ ہفت ایوان مجراگاہ تو سربر زمین

ماہِ کامل میدہد آواز و میساید جبین

السّلام اے ذرّۂ خاکِ درت مہرِ مبین

پایۂ قصرِ جلالت کرسی و عرش برین

۵

اکبر کہ بود غیرتِ خورشید در جمال

چون عکس مہر شد بزمین آہ پائمال

گردید مہرِ دیں بغمش مورِدِ زوال

از کثرت ملال بکاہید چون ہلال

یعقوبؑ وار یوسفِؑ کنعانِ کربلا

۶

یعقوبؑ رفتہ رفتہ شد از رنج خستہ حال

اندوہ او کجا و کجا این غم و ملال

دردا کہ از طلوعِ سحر تا دمِ زوال

از کثرتِ ملال بکاہید چون ہلال

یعقوبؑ وار یوسفِؑ کنعانِ کربلا

۷

آمد بکربلا چو امامِ فلک جلال

بودش خطاب یوسفِ زہرا میانِ آل

وقتی کہ یافت شمسِ رخِ اکبرش زوال

از کثرتِ ملال بکاہید چون ہلال

یعقوبؑ وار یوسفِ کنعانِ کربلا

۸

ہالۂ ماہ جمالت روز و شب روح الامین

طالب صبح وصالت آفتاب شرع و دین

شاہد فضل و کمالت انبیاؑ و مرسلین

زیر فرمان جلالت از مکان و تا مکین

تخت دامان نوالت از کہین و تا مہین

۹

از ازل محکومِ تو اہلِ زمین و ہم زمین

یافت ساز و برگ از تو سدرہ ہم سدرہ نشین

تا سلیمانؑ جملہ انس و جن ترا زیر نگین

زیر فرمانِ جلالت از مکان و تا مکین

تخت دامانِ نوالت از کہین و تا مہین

۱۰

مونسِ شاہِ رسل برحق توئی در ہر مقام
شاہد قولم شب معراج باشد والسلام
چون نگہہ از پردۂ عینک بجبلیِ تمام
در گذشتی با نبیؐ از چرخ گشتی ہم کلام
در فلک ثابت نمودی طرح خرق والیتام

۱۱

نورِ رویت شمع فانوس سپہر سبز فام
چون میانِ آب روشن پرتوی ماہِ تمام
مثلِ دریای شناور ای محیطِ جودِ عام
در گذشتی با نبیؐ از چرخ گشتی ہمکلام
در فلک ثابت نمودی طرحِ خرق الیتام

۱۲

چون سنانِ نیزۂ قہر تو عکس افگن شود
رخنہ رخنہ دفعتاً اندام روئیں تن شود
از خدنگت ہر سپر مثلِ زرہ روزن شود
فرقِ کفارِ جہاں یکسر جدا از تن شود
یک بیک تیغِ دوسر را چون بر آری از نیام

۱۳

بحرِ موجِ معنیٔ لا سیف شور افگن شود
آب مثلِ موج در بر زہرۂ جوشن شود
نیست مقدورے کہ سر بر لشکرِ دشمن شود
فرقِ کفارِ جہاں یکسر جدا از تن شود
یک بیک تیغِ دوسر را چون بر آری از نیام

۱۴

چون بنعمت خانۂ مولاؑ شود مہماں دخیل
مائدہ آرد مسیحا خوانِ مہمانی خلیل
گرد سر از بال و پر گردد مگس راں جبرئیل
گرد پای زائرانِ روضۂ شاہِ جلیل
حوریاں شویند از آب زلالِ سلسبیل

۱۵

قمری ہزار نالہ کشد بادل زبون
جو شد ز چشم فاختہ فوارہ ہاے خون
دیدی چگونہ این ستم ای چرخِ نیلگون
از دست باغیاں شدہ پامال و سر نگون
شمشادِ مصطفےؐ بخیابانِ کربلا

۱۶

السلام اے نقشِ پایت بر فلک مہرِ مبین
عرشِ معراجِ تو دوشِ پاکِ ختم المرسلینؐ
فرشِ ایوانِ جلیلت شہپرِ روح الامین
عتبہ والاے تو ملجاے جملہ عارفین
درگہہ زیباے تو ماوائے جملہ عارفین

۱۷

السلام اے نامِ تو با آیۃ الکرسی قرین
نفسک نفسی ترا فرمودہ ختمِ المرسلینؐ
از حدیث و آیہ میگویند اربابِ یقین
ذات تو ہمذاتِ فخرِ انبیائےؑ اولین
نامِ تو نامِ خدا ہمنامِ رب العالمین

۱۸

عرش از ارکانِ ایوانِ تو یک رکنِ رکین
جبرئیل از خازنانِ گنجِ علمت یک امین
آفتاب از خرمنِ نورِ رخت یک خوشہ چین
ماہتاب از خاتمِ عز و وقارت یک نگین
آسمان از بحرِ جاہت چون حبابے بر زمین

۱۹

السّلام اے مصحفِ ناطق امامِ المتقین
شرح صاد و نون و قاف و طا و ہا و یا و سین
طفل ابجد خوانِ مکتب خانہ ات روح الامین
قوّت اقوی بترویجِ امورِ شرع و دین
ای یدُ الله دستِ تو ہمدستِ فخرِ مرسلین

۲۰

خضر یافت آبِ بقا و یوسفؑ از تو ملک و مال
عیسیٰؑ مریم نجات از دار ایوبؑ از ملال
ای بدستِ اختیارت کائناتِ ذوالجلال
این طبیب عاجزِ مداح تو دارد سوال
طولِ ہستی با شفا و گنجِ ایماں بے زوال

# مسدسات

(۳)

# مسدسات

## ترجیع بند

۱۔ دُرِیگانہ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امامِ حسینؑ
(۴۷)بند

۲۔ بلند مرتبہ شاہی ز صدرِ زین افتاد
اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد
(۲۳)بند

۳۔ بے ادب پا منہ اینجا کہ عجب درگاہی ست
سجدہ گاہِ ملک روضۂ شاہنشاہی ست
(۲۰بند)

۱

نبیؐ ست بحرِ علوم و علیؑ اورا عین
ز اتحاد ندارند فرق فیا بین
دو بحر گشتہ بہم با ہزار زینت و زین
چہ حاصل آمد ازین اجتماع عین لعین
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۲

دو چشمہ سارعیاں شد و دیدہ وار بہم
ندیدہ چشم بد نیساں دو چشمہ سار بہم
چو دیدہ لختِ جگر کردہ درکنار بہم
چو ابر گریہ کناں گفتہ بار بار بہم
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۳

گہے دُر آید و مرجان برون گہہ از عمان
بوصف کے دُر و مرجان بود ہم یکسان
دری کہ غرق بخوں باشد آہ چون مرجان
ندیدہ چشم زماں این چنین دُر الآن
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۴

ہم شدہ دُرِ غلطان اشک و خونِ جگر
چکیدہ دہ ہمہ خونابِ دل ز دیدۂ تر
چہ روے داد کہ دُر شد برنگ لعلِ احمر
جز اشکِ خون نبود دُر برنگ لعل دگر
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۵

بمُہر مادر اُو جملہ آبہائے جہان
پدر بساقیِ کوثر زبان زدِ دوران
درے ببطنِ صدف نقش بستہ از نیساں
چہ دُر خلاصۂ محصول قلزم و عُمان
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۶

بنا بر آب نہادش حباب سان خانہ
بباد دادہ چو شبنم قضاش و رُدانہ
نہاد مخزنِ گوہر فلک بہ ویرانہ
بخوں نگار درش را چو لعل کاشانہ
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۷

بزیرِ دشنہ چو گوہر نہاد با سرِ خویش
درش بدشنہ خنجر نمودہ جوہرِ خویش
چو دُر بسوزنِ نیزہ شگاف زد بر خویش
نمود وا برخِ آبرو جو دُر در خویش
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۸

زا شک مادر او دادہ سلک دُر تنظیم
برادرش بجگر پارہ کردہ لعلِ سہیم
صدف نمط پدرش را بہ تیغ فرق دو نیم
بکنج خانۂ تقدیر خود چہ دُرِ یتیم
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۹

ز بسکہ بردلِ شاں سیل غمِ نمودہ ہجوم
ز اشک سیل رواں کردہ زینبؑ و کلثومؑ
ز ہر بُنِ مژہِ سرداد رُود ہر معصوم
گسیخت عقد سرِ سلک گوہرِ منظوم
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۱۰

ہمیشہ زیست چو شبنم بہ چشم تر زینبؑ
با اشک برد بسر عمر چوں گہر زینبؑ
دُرے چو باخت ز کف گریہ کرد سرِ زینبؑ
فغاں بگریہ برادر و الحذر زینبؑ
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۱۱

بیاد فاطمہؑ در قتلگہ کہ حشر بپا ست
زخون تشنہ لباں بر زمیں رواں دریا
غریق لجۂ خوں آہ ہر دُرِ یکتاست
ندا بروح امیں زد بگو کجاست کجاست
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۱۲

ندا رسید کہ رضواں جناں بیارائید
دریچہائے گلستاں خود بکشائید
نسیم در چمنِ خلد مشک تر سائید
چرا کہ در صدف قصر لعل می آید
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۱۳

فلک بدرج تو بس لعلِ بی بہا داری
بگنج خانہ خود از لعل و درجہا داری
تو خوی با تلف لعل و دُر چرا داری
بگو کہ باختی از دست خویش با داری
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۱۴

امامت است و نبوت دو بحر پُر زگہر
کہ بود مجمع آں ہر دو بحر پیغبرؐ
چوہر دو بحر دراں جمع شد بیک دیگر
کہ بود حاصلِ جمع دو بحر را مظہر
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۱۵

رسولؐ را بحدیثِ صحیح بضعۂ بتولؑ
نبص انفسنا ہم علیست عینِ رسولؐ
بہم چو ربط نمودند عین و بضعۂ قبول
ز ربط چیست مراں عین و بضعۂ را محصول
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۱۶

ز ابرِ کرمت و جودِ حضرت باری
شدہ دو بحر قضا و قدر بہم جاری
بہ بحر ابرِ کرم کرد بس گُہر باری
ازاں گُہر دُرِ یکتا کہ بود پنداری
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۱۷

ز اجتماع قضا و قدر بہم زادہ
قدر بحکم وے و بر قضا رضا دادہ
قدر بحکمش و بر مرگ خویش آمادہ
دگر کر آب شکستن رضا فرستادہ
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۱۸

چہ سنگِ تفرقہ از منجنیقِ چرخ رسید
بہ بیں بحادثہ چون سنگ از فلک بارید
عظیم واقعہ روداد و آہ رنج شدید
بہ تیغ و دشنہ و تیر و تبر شکست حدید
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۱۹

محقق است خود ایں نکتہ عقلِ جانین را
درے است جان و بہا نیست جانِ شیرین را
چو بے بہا ست نبا شد بہا دُرِ این را
بہا بعفوِ ام کرد جانِ بی کین را
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۲۰

فدائے نفس کہ در دفع بارِ امت کرد
بنفس ترک خود و اختیارِ امت کرد
برائے عفو گنہ جاں نثارِ امت کرد
بہائے خویش ہمہ صرف کارِ امت کرد
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۲۱

بتولؑ گفت ز جنّت بکربلا پویم
بآبِ دیده همه خاک دشت را شویم
ز دست رفتهٔ خود را بخاک خوں جویم
چو گویدم کہ چہ جوئی بخاک و خوں گویم
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخون طپیدهٔ کرب و بلا امام حسینؑ

۲۲

چہ شد کہ حیدرِؑ صفدر بنائے نالہ نہاد
بتولؑ فاطمہؑ بر گریہ می نہد بنیاد
نبیؐ بواَ اَسفا ے بر آورد فریاد
ز جور چرخ نگر خود ز دست شان افتاد
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدهٔ کرب و بلا امام حسینؑ

۲۳

چہ شد کہ جمع ملایک بہ بزمِ غم بنشیت
گروہِ ماتمیاں مثلِ داغ حلقہ بہ بست
بہ حبیبِ خاک زدہ فاطمہؑ علیؑ دلخست
ز سنگ حادثۂ چرخ دوں مگر بشکست
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۲۴

بتولؑ ریختہ خونابِ دل ز دیدۂ تر
دو بحر دادہ بروں از دو دیدہ پیش نظر
بہ اشک دانۂ سبحہ شمردہ لختِ جگر
گسیخت سلکِ جواہر زہم شکست مگر
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۲۵

خطاب کرد فلک اے زمیں چہ روداد است
چہ شک کہ مثلِ صدف سینہ چاک سجادؑ است
چہ اُفت است کہ روحِ نبیؐ بفریاد است
زمیں بگفت کہ بیگور برمن افتاد است
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۲۶

بود بخون دل آغشتہ لعل سرتاپا
بخون نشستہ گریدہ بخاک کان مادا
بزعم در کہ مدام است جاش در دریا
بخاک و خون نہ نشستہ دُرے چو لعل الاّ
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۲۷

بعین آب و تہی کاسہ اش بسانِ حباب
بچشمہ آئینہ ساں دیدہ داد سینہ بتاب
بسان دُر بہ دہن قطرہ شبنمش نایاب
بقطرہ چشم چو شبنم کدام در خوش آب
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۲۸

بسینہ سنگ زخونِ جگر چو ریختہ رنگ
جگر بقطرۂ خوں بست لعل در دلِ سنگ
چنین کہ سینۂ سنگ است بر جگر بسِ تنگ
بسینۂ چہ درے دہ رسیدہ زخم خدنگ
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۲۹

نمانده فاطمہؑ را شبنمے بگلشنِ باغ
کہ آب در دہنِ غنچہ خشک شد چو چراغ
عطش فروخت چراغی بہر جگر از داغ
چو دریاب گلش را تہی ز قطرہ ایاغ
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۳۰

امیرِ شام سرے کرد در زرینہ طبق
نگار بست بخون دفترِ زمانہ ورق
کہ خون شام نشاید مہر را بشفق
سر سرشتۂ انوار حق دہم برحق
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۳۱

چو بست گردشِ پرکار چرخ از کینِ صف
گرفت مرکزِ شہ لشکر از چہار طرف
درون دائرہ چون نقطہ درسہ بشرف
ہزار حیف کز او تار تیر گشت تلف
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۳۲

فلک بَرمی سہام قضا چو شد گستاخ
کشاد تیرِ حوادث قسی چرخ ز شاخ
وجود راز عدم را بروے کرد فراخ
قضا بمثقبِ پیکان تیر زد سوراخ
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۳۳

گرفتہ خوی ملائک نبیؐ بترک ملاذ
علیؑ بوصف ملک جبرئیل را استاذ
بہ طبیبِ خلق حسن پر دماغ واستلذاذ
جماعۂ علما را بحلّ نکتۂ ملاذ
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۳۴

بنہب ظلم نماندہ بخیمہ گہ چو اثاث
ذکور کشتہ بدستِ ستم اسیر اناث
در و دہ داس قضا ہرچہ را قدر حراث
بگفت دل شدہ زینبؑ کہ الغیاث غیاث
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۳۵

زبسکه در دل هریک هجوم کرد اغراض
بقطع رشتہ سبحہ شدہ غرض مقراض
گسیخت سلک جواہر زہم بدین اعراض
عرض فلک ز چہ در امام کرد اعراض
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۳۶

بگریہ شب ہمہ شب دیدۂ تر و ایقاظ
بہ نیزہ زد ز سرِ خویش و اقربا بلحاظ
گرسنہ تشنہ ز جور موکلاں غلاظ
بنوحہ بر لب ہر اہل بیت این الفاظ
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۳۷

قضا چو کلک قدر را بمشق کن زد خط
قلم چہ صرفِ گہر کرد در کتابت خط
شدہ ز منبعِ انگشتِ کلک جاری شط
بہ بحر جاری قدرت ثنا کہ کرد چو بط
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۳۸

ز فرط غوطہ بہ گرداب خویش چوں غواص
بصد تعب بکف آورد چرخ گوہر خاص
ہزار حیف ز چنگِ اجل نیافت خلاص
زمانہ کشت چو او را شمرِ دش آہِ خواص
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۳۹

نبیؐ بعرشِ بریں پا نہادہ درِ معراج
فراشت فرقِ نبوت بہ زیب درۃ تاج
گرفت یکسرہ از ملک دین و دنیا باج
کہ بود مملکت ہر دو کون را چو خراج
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۴۰

صدف دہن بہ گہر زیر در کلامِ فصیح
بیانِ اشک بشور آب آب دیدہ ملیح
سحر بہ گریہ دُرِ افشاں صبح و ذکر صریح
مَلک ز اشکِ گہر سبحہ بر زباں تسبیح
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۴۱

نہاد بر دہنِ غنچہ گوش گُل چون شمع
بہ بزمِ اشک رواں کرد شمع برسر جمع
کشید برق ز رعد آہ آتشیں چون شمع
بہ ابر خواند ز بس تشنگی حکایت دمع
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۴۲

دلش تہی ز ہر اُمید سینہ اش پر یاس
بہ پیش دیدۂ تر نعشِ اکبرؑ و عباسؑ
بہ زیر دشنہ گلو بر زبانش حمد و سپاس
بسانِ دانۂ سبحہ بہ شکر داشت اساس
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۴۳

ز فوج دشمن غدار ہریکے چون گیو
کشیدہ تیغ و کشادہ زبان مکر بریو
رسانده نعره زنان طاعناں چرخ غریو
بہ جنگ مکتبہ و در مقابل صف دیو
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۴۴

متاع ہر ہمہ را مصدر ستم اخاذ
بوضع قاعدۂ ظلم ہریکے استاذ
قبول امر ز ہر بندۂ بجز صرشاذ
کہ حرزِ جان بہ پرستندگی گرفت ملاذ
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۴۵

بنائے بزمِ بہاراں چو مہر کان بنہاد
ز دست بُرد خزاں داد ہر چمن را باد
چو شبنم از گل گلگوں چو شۂ بخاک اُفتاد
بتولؑ ریختہ گوہر ز دیدہ زد فریاد
دُرِ یگانہ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۴۶

زبان خنجر و حکم قضا ارزان بنفاذ
دم قضا بزماں دادہ حکم ترک ملاذ
زما نہادم لذات را گرفتہ ملاذ
نمودہ چاشنی حر خوش باستلذاذ
دُرِ یگانہ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

ز اشک ریخت گہر چون قلم بصفحہ دبیرؔ
بصفحہ کرد چہ دُرہا ز اشکِ غم تصویر
غمِ شکست دُرے کرد بر ورق تحریر
بنا بوصف چہ دُرے نہاد در تقریر
دُرِ یگانۂ دریائے مجمع البحرین
بخوں طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ

۱

فلک ز آلِ پیمبرؐ ترا چه کین اُفتاد
که جور دور تو بهمبر در کمین افتاد
بخاک شمشه ایوانِ شرع و دین افتاد
ز مهر خاتمِ پیغمبراں نگین افتاد
بلند مرتبه شاهی ز صدرِ زین افتاد
اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

۲

بخاندان نبوت ترا چه کین افتاد
که جور دور تو اے چرخ در کمین افتاد
زدستِ ظلم تو از پا بنای دین افتاد
فلک ز مُہرِ نبوت نگر نگین افتاد
بلند مرتبه شاهی ز صدرِ زین افتاد
اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

۳

چہ شد کہ لرزہ بر اندام شرع و دین افتاد
چو اشک بحر و بر از چشمِ مومنین افتاد
بفرش ضعفِ مسیحِ فلک نشین افتاد
بخاک دستِ یداللہ ز آستین افتاد
بلند مرتبہ شاہی ز صدرِ زین افتاد
اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

۴

شہے کہ بود بمُلکِ خلود تخت نشین
بعرش پایۂ اورنگِ خویش داشت قرین
ز دست چرخ فتاد آہ چون ز خانۂ زین
بشاخِ سدرہ کشید آہ گفت روح امین
بلند مرتبہ شاہی ز صدرِ زین افتاد
اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

۵

چہ شد کہ از دو جہاں نالۂ بکا برخاست
فلک نشست بخاک و زمیں ز جا برخاست
ز دہر غلغلۂ وا مصیبتا برخاست
بشیون از لب قدوسیاں صدا برخاست
بلند مرتبہ شاہی ز صدرِ زین افتاد
اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

۶

بسینہ داغ و بدل کثرتِ ہموم و غموم
جگر فگار و بدن چاک و خشکیِ حلقوم
ہزار ظالم بیرحم و آہ یک مظلوم
بخیمہ گاہ چنین شورِ زینبؑ و کلثومؑ
بلند مرتبہ شاہی ز صدرِ زین افتاد
اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

۷

فلک فتاد طباع تو وہ چہ ظلم پسند
چنین بترکِ ادب واے خوی گیری چند
کمندِ گردن سجادؑ و دستِ زینبؑ و بند
کہ بود آن کہ تہ ظلم تو در بلا افگند
بلند مرتبہ شاہی ز صدرِ زین افتاد
اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

۸

بسینہ قاتل و بر حلق خنجرِ فولاد
سناں بدل بجگر نوکِ ناوک بیداد
گرسنہ تشنہ جفا دیدہ بیوطن ناشاد
فغانِ حور و ملک وا محمداً فریاد
بلند مرتبہ شاہی ز صدرِ زین افتاد
اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

۹

فغاں ز قومِ جفا کار یا رسولؐ اللہ
حذر ز گنبدِ دوّار یا رسولؐ اللہ
حسینؑ بیکس و بے یار یا رسولؐ اللہ
ببیین ز دیدۂ خونبار یا رسولؐ اللہ
بلند مرتبہ شاہی ز صدرِ زین افتاد
اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

۱۰

فلک چہ ظلم نہ بر آلِ مصطفاؐ کردی
حسینؑ را ز مزارِ نبیؐ جدا کردی
بدشت بردی و در رنج مبتلا کردی
بنائے حادثۂ نو دگر بپا کردی
بلند مرتبہ شاہی ز صدرِ زین افتاد
اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

۱۱

شبےؐ کہ بود بمصداقِ معنی لولاک
نہادہ تختِ نبوّت تبارکِ افلاک
ز انقلابِ زماں بیں کہ در خس و خاشاک
ز پشتِ اسپ فتادہ نبیرۂ اش برخاک
بلند مرتبہ شاہی ز صدرِ زین افتاد
اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

۱۲

زمانہ تنگ گرفتی چناں تو بر شہِؑ دین
کہ تنگ گشت برا وسعت زمان و زمین
بخانہ ہم نہ پسندیدش تو گوشہ نشین
چہ جاے خانہ پسندیدش جا بخانۂ زین
بلند مرتبہ شاہی ز صدرِ زین افتاد
اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

۱۳

سکینہؑ گفت بزینبؑ چہ فتنہ پیدا شد
سبب چہ بود کہ زینگو نہ حشر برپا شد
بدیں نمط لب زینبؑ بحرف گویا شد
ز دستِ چرخ ندانی چہ بر زین افتاد
بلند مرتبہ شاہی ز صدرِ زین افتاد
اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

۱۴

ستیزہ گر فلکا این چرا جفا کردی
چرا معاونتِ دشمنِ خدا کردی
سر حسینؑ ز تیغِ ستم جدا کردی
ہزار حیف چہ کردی خطا خطا کردی
بلند مرتبہ شاہی ز صدرِ زین افتاد
اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

۱۵

نہادہ زین بسر پشت ابلقِ ایام
بدست راکبِ دوشِ نبیؐ سپردہ زمام
ز پشت اسپ قمر سیر مہرِ اوج مقام
فتاد رو بزمین وہ ز ظلمِ لشکر شام
بلند مرتبہ شاہی ز صدرِ زین افتاد
اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

۱۶

یزید خورم و خندان دلِ رسولؐ دو نیم
بکوفہ جشن و اہلِ حرم ملال عظیم
فغاں ز گردشِ دوراں و آسمان لئیم
چرا شود نہ بسال سوم سکینہؑ یتیم
بلند مرتبہ شاہی ز صدرِ زین افتاد
اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

۱۷

سکینہؑ ہائے پدر گفت با وفورِ فغان
فغانِ زینبؑ غمدیدہ اے برادر جان
شہیدِ خنجر و مجروحِ تیغ و تیر و سنان
غریب و بیکس و بے یار و بیسر و سامان
بلند مرتبہ شاہی ز صدرِ زین افتاد
اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

۱۸

ہزار حیف سر از تن جدا حسینؑ حسینؑ
بماتمِ رفقا مبتلا حسینؑ حسینؑ
بزیرِ تیغ زند دست و پا حسینؑ حسینؑ
بنوحہ فضہ صدا زدکہ وا حسینؑ حسینؑ
بلند مرتبہ شاہی ز صدرِ زین افتاد
اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

۱۹

نصیبِ سیّد مظلوم گشت مظلومی
عطش فزون ز قیاس و ز آب محرومی
ز فوجِ کوفی و شامی تعدی و شومی
بفرط گرسنگی و ز تشنہ حلقومی
بلند مرتبہ شاہی ز صدرِ زین افتاد
اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

۲۰

ابوترابؑ عزادارِ او بخاک نشست
بخلد فاطمہؑ زاں درد سینہ چاک نشست
نشست سرورِ کونین دردناک نشست
چہ جبرئیل بماتم چو حج پاک نشست
بلند مرتبہ شاہی ز صدرِ زین افتاد
اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

۲۱

جوانه مرگ علی اکبرؑش ز نیزه بمرد
بحلق تیرِ جفا شیر نوش اصغرؑ خورد
ز بسکه لشکرِ درد و بلا ہجوم آورد
خبر بخیمهٔ شبیرؑ ذوالجناح ببرد
بلند مرتبه شاہی ز صدرِ زین افتاد
اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

۲۲

بجسمِ نازک فرزندِ شیر ربّ ودود
ہزار و نہصددد پنجاه و یک جراحت بود
کجا زمین و کجا نورِ خالق معبود
بنوحه خامهٔ قدرت ز لوحِ عرض نمود
بلند مرتبه شاہی ز صدرِ زین افتاد
اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

بلوح انچہ کہ زد نقش خامۂ تقدیر
ز چار رکن و موالید و ہفت چرخ اثیر
رقم ز ہرکہ شد بہرِ حضرت شبیرؑ
ز زین افتادہ چو آں شہؑ نوشت کلکِ دبیر
بلند مرتبہ شاہی ز صدرِ زین افتاد
اگر غلط نکنم عرش بر زمین افتاد

۱

تا بعرش از درایں روضۂ عالی راہیست
بردرش ہر مَلک از سجدہ ترقی خواہیست
چرخ قندیل در و حلقۂ بالش ماہی است
مرقدِ محترم مشہد والا جاہی است
بے ادب پا منہ اینجا کہ عجب درگاہی است
سجدہ گاہِ ملک و روضۂ شاہنشاہی است

۲

بشفا خاک درِ پاک سریع التاثیر
بہرِ دفع غش ہر قلب بحکم اکسیر
از اجابت دہن در بدعا گشتہ بشیر
لوحِ محفوظ مہر در زکنایہ تفسیر
پا درینجا بادب نہ کہ عجب درگاہی است
سجدہ گاہِ ملک و روضۂ شاہنشاہی است

۳

عرشِ اعلی زدہ در وسعت صحنش قسطاط
گسترانیدہ دران ز اطلس خود چرخ بساط
فلک از قبۂ خود بستہ دران راہِ صراط
جاے بگزیدہ بیک زاویہ لین کہنہ رباط
بے ادب پا منہ انجا کہ عجب درگاہی است
سجدہ گاہِ ملک روضۂ شاہنشاہی است

۴

بصفا صفحۂ صحن آئینہ صفح گناہ
رو نمایندۂ عفو چو منی نامہ سیاہ
عقد بخشش زدہ از گنبد خود آنِ درگاہ
راست تا خلد بریں از در آنِ گنبد راہ
پا درینجا با ادب نہ کہ عجب درگاہی است
سجدہ گاہِ ملک روضۂ شاہنشاہی است

۵

نقش پیشانی ہرکس کہ قدر زد بسرشت
کلکِ تقدیر بہ پیشانی آں در نبوشت
سرنوشتِ ہمہ در صفحۂ ہر خشتِ بہشت
ہر کسی سر نہد اینجا بزمیں ہچون خشت
بے ادب پا منہ اینجا کہ عجب درگاہی است
سجدہ گاہِ ملک روضۂ شاہنشاہی است

٦

حق فرستادہ برین مقبرہ از عرش درود
جبرئیلؑ آمدہ از سدرہ بجاروب فرود
سرفرو بردہ ملایک بزمیں بہرِ سجود
انبیاؑ کردہ بزداریش از خلد ورود
پا درینجا بادب نہ کہ عجب درگاہی است
سجدہ گاہِ ملکِ روضۂ شاہنشاہی است

۷

دفن یک گنجِ شهیدانست درین روضه بہم
بیت لحم شہداہست مراین خانۂ غم
بار عیسیٰ بنہاد است درینجا مریمؑ
خاک اینجا است باعجاز شفا عیسیٰؑ دم
بے ادب پا منہ اینجا کہ عجب درگاہی است
سجدہ گاہِ ملکِ روضۂ شاہنشاہی است

۸

بر کشا دست در روضہ در رزق جہان
میکشد چرخ درینجا بسر خود بس خوان
وسعتِ ارض نہد سفرہ برائے مہمان
صحن آن پر ہمہ از نعمت الوان جنان
پا درینجا بادب نہ کہ عجب درگاہی است
سجدہ گاہِ ملکِ روضۂ شاہنشاہی است

۹

صاحبِ روضہ ز بس عفو گنہ دادہ رواج
نیست عفوِ گنہ اینجا بتکلّف محتاج
آستانِ درِ آں از پۓ زایرِ معراج
تا بہ مقصورۂ جنّت زحریمش منہاج
بے ادب پا منہ اینجا کہ عجب درگاہی است
سجدہ گاہِ ملکِ روضۂ شاہنشاہی است

۱۰

سرفرود آر بخجلت ز گنہ زیان دمع
ظلمت مادہ از جوہرِ صورت کن قمع
جوہرے داری و روشن بکنش برسر جمع
بسر و چشم بکن قطع رہ اینجا چون شمع
پا درینجا بادب نہ کہ عجب درگاہی است
سجدہ گاہِ ملکِ روضۂ شاہنشاہی است

۱۱

تیرہ کاری چو قلم مثل توئی نامہ سیاہ
ہر دو رونامہ سیہ کرد تحریرِ گناہ
بایدت از قدم سر بکنی طے این راہ
برکشی شمع نمط زآتش دل شعلۂ آہ
بے ادب پا منہ انجا کہ عجب درگاہی است
سجدہ گاہِ ملکِ روضۂ شاہنشاہی است

۱۲

بسر افروختہ از گنبد آن شمع حواس
چشم چون نقش قدم خاک رہش داشتہ پاس
خاک آن سرمہ روشن گرِ چشمِ احساس
عقل کل در سرِ آن دشت ہر ادراک اساس
پا درینجا بادب نہ کہ عجب درگاہی است
سجدہ گاہِ ملکِ روضۂ شاہنشاہی است

۱۳

موسیٰ آنجا بعصا آمد و دربانی کرد
جبرئیل از پر خود مروحہ جنبانی کرد
چشمِ یعقوبؑ ازین مقبرہ نورانی کرد
ایزد از آیۂ تطہیر ثنا خوانی کرد
بے ادب پا منہ انجا کہ عجب درگاہی است
سجدہ گاہِ ملکِ روضۂ شاہنشاہی است

۱۴

علم انجا زدہ بر عرش برین نالہ و آہ
غم بر انگیختہ در ملک دل از اشکِ سیاہ
کوس ماتم زدہ از سینہ زنی این درگاہ
خانۂ ماتمِ زہراؑ ست درین بیت آلہ
پا درینجا بادب نہ کہ عجب درگاہی است
سجدہ گاہِ ملکِ روضۂ شاہنشاہی است

۱۵

ای عجب کیست درین مقبره لب تشنہ بخواب
کہ فلک گردِ سرش چرخ زند چون دولاب
سایلے کاسہ بکف چرخ ز جودش چو حباب
زاب کوثر لب او کردہ جہانرا سیراب
بے ادب پا منہ اینجا کہ عجب درگاہی است
سجدہ گاہِ ملکِ روضۂ شاہنشاہی است

۱۶

بیعت فاطمۂ زہرا ست دران بالان کف
لب گزانست دران سرورؑ عالم باسف
دادہ اینجاست زکف شاہِ نجف دُرِ نجف
بہرا جمع ملائک زدہ است اینجا صف
پا درینجا بادب نہ کہ عجب درگاہی است
سجدہ گاہِ ملکِ روضۂ شاہنشاہی است

۱۷

خانۂ خاصِ علیؑ شیرِ خدا بیت اِللہ
بوراثت ز علیؑ یافت حسینؑ این درگاہ
خانہ یک خانہ و از کعبہ بدین روضہ آہ
صاحبِ خانہ یک و خانی یکے کعبہ گواہ
بے ادب پا منہ انجا کہ عجب درگاہی است
سجدہ گاہِ ملکِ روضۂ شاہنشاہی است

۱۸

بستہ خوش عرشِ بریں از در آن گنبدِ طاق
منظری ساختہ زان در بلبِ بامِ رواق
جلوہ فرماشدہ در منظر آن در خلاّق
حکم تقسیم رواں کردہ بباب ارزاق
پا درینجا بادب نہ کہ عجب درگاہی است
سجدہ گاہِ ملکِ روضۂ شاہنشاہی است

۱۹

بدرِ کعبہ علیؑ راست شب و روز قیام
میر سد ہرچہ بگوش دلش از حق پیام
حسب فرمودۂ حق میدہد آنرا انجام
جز در کعبہ ندارد در ایں درگہہ نام
بے ادب پا منہ اینجا کہ عجب درگاہی است
سجدہ گاہِ ملکِ روضۂ شاہنشاہی است

۲۰

نقش آن بستہ یدِ قدرت و کلکِ تقدیر
وصف آن ساختہ بر صفحۂ عالم تحریر
حرف مدحش چہ زند نقش بقرطاس دبیر
خامہ کن با قدمِ سر تو درین راہ مسیر
پا دراینجا بادب نہ کہ عجب درگاہی است
سجدہ گاہِ ملکِ روضۂ شاہنشاہی است

# رسالہ فارسی

# شمارہ یک

| | |
|---|---|
| عنوان | معجزہ جناب امیر المومنین علیہ السلام |
| سال تصنیف | ۱۲۴۷ ہجری |
| صفحات | ۳۱ |
| مخطوطہ | سائز ۱۶x۱۵ سنٹی میٹر |
| | مسطر (۱۳ الی ۱۶ سطری) |
| | غیر مطبوعہ (اس کے تین صفحات ڈاکٹر آرزدہ نے سلامت علی دبیرؔ میں شائع کیے)۔ اصل مخطوطہ جناب گوہر دبیری صاحب نبیرۂ مرزا دبیرؔ کے پاس محفوظ ہے۔ |
| موضوع | حمد، نعت، منقبت اور صلابت جنگ کی مدح کے ساتھ ساتھ واقعہ معجزہ اور آخر میں دعائیہ اشعار نظم کیے گئے ہیں۔ |
| ترکیب | نظم اور نثر کے نمونے شامل ہیں۔ |

# مکتوبات بہ خطِ دبیرؔ

۱ بنام مولوی سید علی

۲ بنام مولانا عنایت علی ساماںوی

۳ بنام صفیرؔ بلگرامی (۲ عدد)

۴ بنام مولوی کمال الدین

۵ متن مکتوب دبیرؔ اودھ اخبار ۹؍فروری ۱۸۷۵ء

۶ رباعی بہ دستخطِ دبیرؔ

# متن نامۂ دبیرؔ بنام مولانا عنایت علی سامانوی

ضیاء المشرقین، کہف الثقلین، فرازندہ وچترِ دینِ مبین
فروزندۂ شمع شرع متین دام مجدکم۔

بعد سلامیکہ از اقدامش چمن اسلام ورابتسام وازارقامش گلشن کلام نضارت انضمام است گذارش آنکہ تراویدہ انامل تقدس شوامل راا گرحرز بازوی مفاخرت دانم بجاو چوں صحیفہ اوراوسعادت خوانم روا۔ طائرانِ دل ہمہ تن دردامِ عقیدت خدام وہمائے ارادت محوارج ترقی مدام، زلال اشتیاق درکام وبادۂ تمنا درجام است۔ مگر درینولا سبب تردد عزم سفر در تقدیم لوازم عیادت معذور واز خدمت سراپا برکت دور ماندم تا صبح سواری شوم واگر حیاتِ مستعار باقی است بعدِ معاودت استفادۂ صحبت سراسر افادت می کنم۔
شافی حقیقی صحت کامل وشفائے عاجل کرامت وطول حیات عنایت فرماید (آمین) والسلام

## متن نامۂ دبیرؔ بنام صفیرؔ بلگرامی

ان شاء اللہ تعالیٰ لفافہ ہٰذا در آرہ متصل بازار.... بدولت خانہ میر غلام.... صاحب رسیدہ بہ مطالعہ خطیب منابر فصاحت ونکتہ دانی عندلیب حدائق بلاغت ورنگیں بیانی سید فرزند احمد متخلص بہ صفیرؔ سلمہ اللہ القدیر برسد۔ رقیمہ ودادو داعی بقا مشتاق لقاد بیرؔ عفا عنہ۔ مرقوم ۲۲ ماہ صفر خطیب منابر فصاحت ونکتہ دانی عندلیب حدائق بلاغت ورنگیں بیانی سلمک اللہ تعالیٰ۔

بعد سلام مسنون واشتیاق گونا گوں کاشف مدعا ہستم۔ حسب وعدۂ خود چہار من خربزہ جہت عزیزی مولوی.... حسین صاحب مسلمہ برمکان.... وفا.... مختار شاہ صاحب ارسال داشتہ ام امید از محبت.... منزلت بل کہ یقین می دارم.... میاں.... شیخ فقیر حسین صاحب کہ داریں جا سکونت می دارند بہ عجلت تمام مفوض فرمودہ تاکید اکید نمایند کہ زودتر بہ حسین گنج رسانند و بہ خدا کہ ہنگام فرستادن خربزہ بدل خواسم کہ قدرے خربزہ یعنی نصف من جہت آں شفیق ونیم من برائے ڈپٹی سید وارث علی خاں صاحب دام الطافہ بفرستم استخارہ منع آمد بمصداق فعل الحکیم لا یخلوا عن الحکمت چار و نا چار عمل بہ استخارہ نمودم وطبیعت مردم خانہ کہ الحال شدائد امراض گونا گوں مبتلا ہوش وحواسم بجا نیست ارسال بعض ہدایا مقصر ہستم ان شاء اللہ .... ودیگر ہدایائے مجوزہ ارسال.... خدمت جمع اقربائے.... رسانیدہ شود

# متن نامہ دبیر بنام صفیر بلگرامی

نمک خوانِ سخن محک امتحان طرز ممتحن فصاحت سرمایہ بلاغت پیرایہ سید فرزند احمد صاحب متخلص بہ صفیر زاد قدرہ بادۂ تمنا در جام وزلال بدعا ہم دارہ بکام باد۔

بعد دعا ہا عائد المدعا میگردد، سابق ازیں مفاوضہ مسرت معاوضہ مورخہ بست ونہم شہر ذی قعدہ سنہ رواں مشعر حال نیاز علی خاں صاحب کہ بہ بارگاہ عرش اشتباہ خاص آں آل عبا علیہ التحیۃ والثنا ابا...... نیاز دبہ علامی آں آستاں ملائک پاسباں ناز دارند وحیات مستعار را بذاکرے مصائب جناب سید الشہدا علیہ السلام علی الدوام می گزرانند سر رشتہ ...... بایچ مداں استوار وطرز مرثیہ خوانی مطبوع روزگار چوں خاطر آں عزیز در میدان اکتساب باشد لہٰذا مکلف بودم کہ درصورت مناسب بوادید...... وپیروی کما ینبغی ...... مولی باغ...... صورت بندہ دریں باب اہتمام تمام...... وراقم آثم را مرہون منت بے حساب باید فرمود ابلاغ داشتہ بانتظار جوابش تا ایں مدت گزشتہ دخان صاحب موصوف نیز منتظر بودہ از تفحص و تجسس دیگر جا ہا مقصر ومعذور ماندند وبہ سبب ایام قلیل خیال دیگر...... عزم آں طرف ورسیدن بہ نزد ...... عبا در سر ندارند مع ہذا بذریعہ مکاتبہ خدمت وافر المسرت می شوند، چشم کہ خاں صاحب ممدوح را در مقامات سابق الذکر بہرہ اندوز گردانیدہ ہم کنار اجر جمیل وحسنات جزیل شوند کہ گفتہ اند الدال الی اخیر کفا علیہ زیادہ چہ بر طراز د

داعی بقا مشتاق لقا

حقیر سراپا تقصیر

مرزا سلامت علی

متخلص بہ دبیر عفا عنہ القدیر

۱۲۸۲ھ

## متن مکتوب دبیرؔ اودھ اخبار ۹ فروری ۱۸۷۵ء

"رقعہ"

سال تاریخش بزبر وبینہ مرقوم شد

طورِ سینا بے کلیم اللہ و منبر بے انیسؔ

درمصرع تاریخ ارباب اشغال کثیرہ فرصت ملاحظۂ قواعد تاریخ و معانی دارند، شاید بتکمیل اعداد کہ فی الحقیقت کامل است گمان تنقیص می نمایند، لہٰذا جہت رفع توہم اعداد و حروف مرقوم می شود در زبر و بینات۔

| طور سینا | بے منبر | کلیم اللہ | و بے انیس |
| --- | --- | --- | --- |
| ۸۶ | ۹۰ | ۵ | ۳ |

| آحاد | عشرات | مأت | آحاد | عشرات زبر |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| ۴۰۶ | ۴۰ | ۴ | ۵ | ۳ |

درکتب مؤرخان مستند مصنف رامخیر ساختہ کہ اختیار است خواہ طلفظی زبر و بینہ بگیر خواہ بلفظی فقط بینہ بگیرد۔ جواس است۔ جواز است۔ قطعہ ثانیہ انشاء اللہ تیار می شود۔ قدم رنجہ فرمایند تا التماس ضروری بمعانیہ نمودہ شود۔

والسلام

داعی بقا مشتاق لقا دبیرؔ عفی عنہ

رباعی بدستخط مرزا دبیرؔ